بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم اجعلہ ھادیاً و مھدیاً

مقامِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اردو ترجمہ

الناھیہ عن طعن معاویہ رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد غزالی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مکی دارالکتب شاپنگ مال سرسید روڈ میرپورخاص۔ سندھ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— مقام حضرت معاویہؓ (الناہیہ عن ذم معاویہؓ)
ترجمہ وتخریج ——— مولانا محمد غزالی جالندھری
طابع ——— محمد نوید احمد میمن
کمپوزنگ ——— اسد اللہ سعید میر پور خاص
اشاعت اول ——— اکتوبر 2007ء
تعداد ——— 600
ناشر و تقسیم کار ——— **الحمد پبلشرز**

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر غزنی اسٹریٹ۔ مکتبہ ختم نبوت بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی فون نمبر 2627608 (021)
- ادارہ اسلامیات چوک موہن روڈ اردو بازار کراچی فون نمبر 2722401 (021)
- مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی کراچی۔ مکتبہ نعمانیہ لانڈھی کراچی۔ اقبال نعمانی بک سینٹر صدر کراچی۔
- ادارۃ الانور بالمقابل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی فون نمبر 4914596 (021)
- مکتبہ محمودیہ نیا پل چوک اسٹیشن روڈ حیدر آباد (سندھ) فون نمبر 3515899 (0301)
- کتب خانہ کلی پاک شاپنگ مال میر پور خاص (سندھ) فون نمبر 0333-2964426

فہرست فضائل امیر معاویہؓ

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
تقریظ (مولانا منظور احمد مینگل)	4	آپ ﷺ کے ارشادات	45
تقریظ (مولانا زاہد الراشدی)	6	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور کاتب وحی	47
تقریظ مولانا شمس النور	8	درس عبرت	53
تقریظ (مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی)	12	حضرت معاویہؓ بطور کاتب وحی	57
عرض مترجم	22	حضرت معاویہؓ کی وفات کا قصہ	67
عرض ناشر	23	صلح کا ذکر یہ عظیم الشان معجزہ	68
کچھ مصنف کتاب سے متعلق	24	حضرت معاویہؓ پر اعتراضات اور ان کے جوابات	71
نام، نسب، ولادت	24	پہلا اعتراض اور جواب	72
شاہی دربار سے تعلق اور لوگوں کا حسد	25	دوسرا اعتراض اور جواب	73
شعری ذوق	26	تیسرا اعتراض اور جواب	75
آغاز کتاب (مقام امیر معاویہؓ)	28	چوتھا اعتراض اور جواب	76
فصل صحابہ کرامؓ کے فضائل	28	پانچواں اعتراض اور جواب	77
احادیث	29	چھٹا اعتراض اور جواب	77
فصل: طعن صحابہؓ کی ممانعت	31	ساتواں، آٹھواں اعتراض اور جواب	78
فصل: مسلمانوں کا ذکر سوائے خیر کرنے کی ممانعت	32	نواں، دسواں اعتراض اور جواب	79
مردوں کو بُرا کہنے کی ممانعت	33	گیارہواں، بارہواں اعتراض اور جواب	81
صحابہ کرامؓ کی بخششوں کے ذکر کی ممانعت	33	تیرہواں اعتراض اور جواب	82
مشاجرات صحابہؓ کا مختصر قصہ	34	حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ	83
مجتہد سے خطا پر مواخذہ نہیں	35	سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ	85
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل	36	حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی اور معاویہ کی والدہ کا تذکرہ	87
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل	38	مروان ابن الحکم اموی کا ذکر	88
محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل	42	مروان کے مطاعن	88
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مناقب	43	مروان کے محاسن	89
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل	45	تخریج احادیث 91 تا	111

تقریظ

ڈاکٹر مولانا منظور احمد مینگل صاحب (دامت برکاتہم العالیہ)

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اور کاتب وحی ہیں، لیکن تاریخی افسانوں نے ان کی حیات مبارکہ کے ہر گوشے کو "موضوع بحث" بنادیا، ان پر طعن و تشنیع کرنے والے طبقے نے دینی و اخلاقی اصول کی کبھی پاسداری نہیں کی، اس طبقے کی گمراہی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کو فقط ایک تاریخی حیثیت سے دیکھتے ہیں، ان کے اقوال و احوال دنیا والوں کے پیمانے پر پرکھتے ہیں، ان کے باہمی مناقشہ کو خالص دنیاوی اغراض سے دیکھتے ہیں، پھر اپنے عقیدے اور فکری رجحانات کے تحت الزامات کی فہرست بناتے ہوئے، یہ بھول جاتے ہیں کہ آپ کی شخصیت کا بنیادی وصف "صحابی رسول" ہونا ہے، حضور علیہ السلام نے آپ کو کاتب وحی کا اعزاز بخشا، محدثین نے آپ کے فضائل و خصائل پر مشتمل احادیث جمع کی ہیں، لہٰذا اب اگر تاریخی روایات ان دینی حجتوں سے معارض ہوں تو وہ ناقابل اعتبار اور مردود ہیں، تاریخی روایت کی ثقاہت اور حقیقت تو علامہ طبری کے اس جملے سے ظاہر ہوگئی۔

﴿اذا لم نقصد بكتابنا هذا قصداً لاحتياج﴾

حالانکہ علامہ طبری کی تاریخ ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس طبقے کی دوسری بنیادی غلطی یہ ہے کہ یہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

اجتہادی خطا پر گرفت کر کے ان پر الزام واتہام کی بارش کر دیتے ہیں حالانکہ مجتہد، خطاء اجتہادی پر بھی مستحق اجر ہے۔کوئی سلیم الفکر انسان دینی واخلاقی اصول کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کا مطالعہ کرے تو ضرور ہدایت پائے گا۔

علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ کی بے مثال شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کا یہ مختصر رسالہ اپنی کیفیت کے لحاظ سے کئی کتابوں پر بھاری ہے، مولوی محمد غزالی صاحب نے اس کا ترجمہ کر کے اردو خواں طبقے پر احسان کیا ہے، ترجمہ میں سلاست اور روانی کو برقرار رکھا علاوہ ازیں احادیث کی تخریج بھی کر دی، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو عوام الناس کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مترجم کی جدوجہد کو قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا وسیلہ بنائے۔

(آمین)

تقریظ

ابوعمار زاہدالراشدی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

نحمدہ تبارک وتعالیٰ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم وعلی الہ واصحابہ اوتباعہ اجمعین۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی طویل عرصہ تک خدمت کا موقع عنایت فرمایا اور ان کا شمار امت کے بڑے لوگوں میں سے ہوتا ہے وہ عرب کے ممتاز دانشوروں اور مدبرین میں سے ہیں جن پر اسلام اور عرب کی تاریخ بہت سے حوالوں سے فخر کرتی ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی تھے اور سلطنت اسلامیہ کے باب میں سے انہیں امیر المومنین عمرؓ اور حضرت امیر المومنین عثمان جیسے بزرگوں کا اعتماد حاصل تھا۔ عمرؓ اور عثمانؓ کے دور میں کم وبیش بیس سال تک شام کے گورنر رہے پھر تقریباً پانچ سال تک امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں ان کے متوازی امیر کے طور پر شام کے حکمران رہے جسے اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک ان کا اجتہادی خطا کا دور شمار کیا جاتا ہے جبکہ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد کم وبیش بیس برس تک حضرت امیر، پوری امت مسلمہ کے متفقہ امیر المومنین کی حیثیت سے عالم اسلام کے واحد حکمران رہے اور اس طرح انہوں نے تقریباً پینتالیس سال مسلمانوں پر حکومت کی ظاہر بات ہے کہ اتنا لمبا عرصہ حکومت کرنے کی وجہ سے ان سے لوگوں کو شکایات بھی زیادہ ہوئی ہوں گی اور ایک مجتہد کے طور پر ان کے اجتہادی فیصلوں سے اختلاف کا دائرہ

بھی یقیناً اسی قدر وسیع ہوگا لیکن اس کے باوجود تاریخ اسلام کے عالمی منظر میں انہیں ایک مدبر، حلیم الطبع، دانشور، بردبار اور رعیت نواز حکمران کے طور پر جو مقام حاصل ہے وہ عالم اسلام کے حکمرانوں میں ان کے امتیاز وافتخار کا نمایاں عنوان ہے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ جسے ان کی سوسائٹی میں جتنا زیادہ مقام اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے اسے اسی حساب سے ناقدین اور معترضین کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہی معاملہ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پیش آیا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اور کردار پر ہر دور میں اعتراضات ہوتے آئے ہیں اور ہر زمانے میں اہل سنت کے اکابر علماء کرام نے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کے مقام ومرتبے اور منقبت وفضیلت کو دلائل وبراہین کے ساتھ واضح کیا۔ انہی میں سے تیرھویں صدی ہجری کے ممتاز فقیہ، محدث حضرت مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ بھی ہیں جنہوں نے " **الناھیة عن طعن امیر المومنین معاویةؓ** " کے نام سے ایک مختصر اور جامع رسالہ تحریر فرما کر اس تسلسل کو قائم رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مقام ومرتبہ کی وضاحت فرمائی ہے جو اہل السنة والجماعة کے ہاں ان کے لیے مسلم چلا آرہا ہے۔

مولانا محمد غزالی سلمہ نے اس رسالہ کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس کی روایت کی تخریج کر کے اس کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے نفع بخش بنائیں۔

آمین یا رب العالمین

ابوعمار زاہد الراشدی

سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

۱۲ مارچ ۲۰۰۷ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی شمس الدین نور

استاذ الحدیث جامعہ امام ابوحنیفہ مکہ مسجد آدم جی نگر کراچی، خطیب مسجد عمر فاروق ڈیفنس

یہ کون نہیں جانتا کہ سیدنا امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ وہی معاویہؓ جو ان نفوس ہائے قدسیہ میں سے ہیں جن کو ہم "صحابی" کے عظیم لقب سے یاد کرتے ہیں اور اللہ جنہیں "رضی اللہ عنہم ورضوعنہم" کے اعزاز بخشتے ہیں آنحضور ﷺ امت کو جن کے بارے میں لکھتے بولتے وقت احتیاط کی یوں تاکید فرماتے ہیں:

اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتخذواھم من بعدی غرضا فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۴،ج۲)

وہی معاویہؓ جو صرف صحابی رسول ہی نہیں بلکہ ان چند کبار صحابہؓ میں سے ہیں جن کو سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور حق تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل ہے، اور جو خطوط و فرامین سرکار دو جہاں ﷺ کے دربار سے جاری ہوتے انہیں بھی تحریر فرمانے کا شرف حاصل ہے وحی خداوندی لکھنے کی وجہ سے ہی آپ کو کاتب وحی کہا جاتا ہے علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ:

و کان زید بن ثابت من الزم الناس لذالک ثم تلاہ معاویة بعد الفتح فکانا ملازمین لکتابته بین یدیه فی الوحی و غیر ذالک لاعمل لھما غیر

ذالک. (جواہرالسیر ص ۲۷)

"نبی کریم کے کاتبین میں سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابت آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہؓ کا تھا۔ دونوں دن رات آپ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔" (جوامع السیر ص ۲۷)

کتابت وحی کس قدر نازک اور اس کے لئے احساس ذمہ داری، امانت و دیانت علم وفہم کی کس قدر ضرورت تھی وہ محتاج بیان نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت معاویہؓ کی اس مسلسل حاضری، کتابت وحی، امانت و دیانت اور دیگر صفات محمودہ کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے متعدد بار آپ کے لئے دعاء فرمائی۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الترمذی میں ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو دعا دی اور فرمایا:

اللهم اجعله هاديا مهديا واهدبه

"اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیجئے۔" (جامع الترمذی ص ۲۴۷ مطبع ایچ ایم سعید کراچی)

یہ وہی معاویہؓ ہیں جن کو نبی کریمؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی امارت وخلافت یوں فرما کر پیش گوئی فرمائی تھی۔

یامعاویه ان ولیت امرا فاتق الله واعدل. (مجمع الزوائد للہیثمی ص ۳۵۵ جلد ۹)

"یہی وہ معاویہ ہیں جن کو زبان رسالت نے انہ قوی امین فرمایا۔"

(مجمع الزوائد ص ۳۵۵، جلد ۹)

یہی تو وہ معاویہؓ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے برادر نسبتی ہیں۔

"یہی وہ معاویہؓ ہیں جو ایکسو چونسٹھ احادیث رسولؐ کے راوی ہیں یہی وہ معاویہؓ ہیں جن کے بارے میں حبر الامہ ابن عباسؓ نے "انہ فقیہ" کی شہادت دی۔"

(صحیح بخاری باب ذکر معاویہ جلد ۱ ص ۵۳۱ قدیمی)

یہی وہ معاویہؓ ہیں جن کی نماز کو صحابی رسول حضرت ابوالدرداءؓ نے حضورؐ کی نماز کے

ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہونے کی گواہی دی۔

مارایت احدا اشبه صلوٰة بصلوٰة رسول الله من امامکم هذا یعنی معاویه.

(مجمع الزوائد جلد۹ ص ۳۵۷، منہاج السنۃ جلد۳ ص ۱۸۵)

''یہی وہ معاویہؓ ہیں جن کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے کسی سائل کو اس سوال کے جواب میں کہ معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز میں افضل کون ہیں؟''

فرمایا:

تراب فی انف معاویه افضل من عمر بن عبدالعزیز.

(البدایہ والنہایہ جلد۸ ص ۱۳۹)

''یہی وہ معاویہؓ ہیں جنہوں نے دشمن رومیوں کی سرزمین میں عین فتوحات کے موقع پر ایک صحابی رسول عمرو بن عبسہؓ کی زبان سے جب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ''وفاء لاغدر'' سنا تو فوراً نہ صرف قدم رک گئے اور خود واپس لوٹے بلکہ اپنی تمام افواج کو بھی دمشق کی طرف واپس لوٹنے کا اور تمام مفتوحہ علاقوں کو خالی کرنے کا بھی حکم دیا۔

(مشکوٰۃ باب الامان جلد۲ ص ۳۴۷، رواہ الترمذی وابوداؤد)

تاریخ اسلام میں اسوہ رسول اکرم ﷺ کی پاسداری کی یہ وہ درخشاں مثال ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

یہی وہ معاویہ ہیں جنہوں نے بہترین اپنی حلم و بردباری، معاملہ فہمی اور تدبر و دانش کے ساتھ بیس برس تک پوری امت مسلمہ کی وہ قیادت کی جو اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے کتب تاریخ میں جہاں آپ کے بیشمار مناقب و کمالات اور آپ کے عہد خلافت کی شاندار خدمات کا بھرپور تذکرہ ہے وہاں آپؓ کے کچھ اجتہادی فیصلوں کو ایک مخصوص حلقے کی طرف سے اعتراض و تنقید بلکہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے جو انصاف کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے، ایسے ہی اعتراضات کے جوابات میں اور دفاع معاویہؓ کی ایک قابل قدر کوشش

کے طور پر سرزمین پنجاب کے ایک بزرگ عالم شیخ علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ کی زیر نظر تالیف ہے، جو عربی زبان میں ہونے کی بنا پر عام قاری سے پردہ خفاء میں تھی ضرورت اس بات کی تھی کہ اس علمی سرمایہ کو عام قاری تک پہنچانے کے لئے اردو زبان میں منتقل کیا جائے چنانچہ ہمارے ایک جواں سال فاضل گرامی مولانا محمد غزالی جالندھری نے دن رات کی محنت سے اس ضرورت کو پورا کیا یقیناً یہ کوشش دفاع ناموس معاویہؓ کے خاطر ایک مبارک، اور قابل قدر کوشش ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرف قبول بخش کر مولف مترجم اور راقم کے لئے ذریعہ نجات اور طاعنین کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔

آمین ثم آمین

خاک پائے غلامان صحابہ

(پیرزادہ مفتی) شمس الدین نور

خادم امام ابوحنیفہ مکہ مسجد کراچی خطیب مسجد عمر فاروق ڈیفنس کراچی

تقریظ

حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب عفی عنہ
جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ لا سیماً محمد المصطفیٰ وعلیٰ الہ المجتبیٰ وعلی صحابتہ البررۃ التُقیٰ.

اما بعد!

میرے محب و مخلص برخوردار مولانا محمد غزالی نے حضرت علامہ مولانا عبد العزیز پرہارویؒ کے مشہور رسالے "الناھیۃ عن ذم معاویہ" کی احادیث پرنہایت مفصل تخریج کی ہے تمام ماخذ ومراجع کا بڑی محنت سے استیعاب واستقصاء کیا ہے۔ پھراس کی تحریر اور اسلوب بیان میں جوعمدہ اور مفید نہج اختیار کیا ہے اس کا کیا کہنا۔ نمبروار حدیث کے تحت تمام حوالے جمع کر کے ان کو کتاب سے الگ یکجا کر دیا ہے، بجائے اس کے ہر حدیث کے تحت اگر یہ حوالے مندرج ہوتے تو وقتی طور پر ایک سرسری نظر سے حوالہ جات گذر جاتے اور پھر بوقت ضرورت پوری کتاب کی ورق گردانی کرنی پڑتی۔ البتہ اگر نمبرات کے ساتھ ہر حدیث کے عنوان کی عبارت بھی لکھ دی جاتی تو کیا خوب ہوتا۔ لیکن مذکورہ بالا صورت میں ہر نمبر کے باعث حدیث اور اس کے حوالہ جات کا ملنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ فجزاہ اللّٰہ عنا وعن سائر

المستفیدین ۔

''علامہ پرہارویؒ محدث، مفسر، فقیہہ، نقاد اور اپنے دور کے بہت بڑے مؤلف ثقہ اور امین شخص تھے آپؒ (حضرت معاویہؓ جن کی شان کے بارے میں اہل سنت کے بعض علماء بھی بیان کرنے سے گھبراتے ہیں) ایسی احادیث جن میں کلام ہو کیسے لکھ سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ضروری تھا کہ آپ کی اس تصنیف لطیف کی احادیث پر تخریج کا کام کیا جائے۔ تاکہ آنحضرت ﷺ کی احادیث کا دفاع جو محدثین پر ایک اہم فریضہ ہے ادا ہو سکے۔''

قال الدار قطنیؒ ثنا القاضی احمد بن کامل ثنا ابو سعید الهروی ثنا ابو بکر بن خلاد قال قلت لیحیی بن سعید القطان اما تخشی ان یکون هؤلاء الذین ترکت حدیثهم خصماء ک عند اللّٰه فقال لان یکون هؤلاء خصمای احب الی من ان یکون النبی ﷺ خصمی یقول لم لم تذب الکذب عن حدیثی .

(کوثر النبی الفصل الاول للعلام الفرهارویؒ)

''دار قطنیؒ نے کہا کہ مجھے قاضی احمد بن کامل وہ کہتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید الھروی وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوبکر بن خلاد نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے کہا کہ آپ کو ان لوگوں سے ڈر نہیں ہے جن کی حدیث کو آپ نے ترک کر دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مدعی ہوں گے۔ تو آپ نے کہا کہ یہ سب میرے فریق ہوں یہ بات مجھے اس سے پسند ہے کہ کہیں نبی کریم ﷺ میرے فریق ہوں۔ آپ ﷺ کہیں اے یحییٰ تو نے میری حدیث سے جھوٹ کو دفع کیوں نہیں کیا۔''

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف علامہ پرھاروی اور اس کتاب کے ناشرین اور اس پر احادیث کی تخریج کرنے والے مولانا محمد غزالی طال اللہ بقاءہ کو بہت بہت

جزائے خیر عطا فرمائے اس کتاب کو قبول عام حاصل ہو اور اہل اسلام اس سے نفع اٹھائیں اور اس سے ان کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ اور اس کے ذریعے صحابہ کرام سے ان کی سچی محبت اور عقیدت میں اضافہ ہو۔

آمین ثم آمین

فائدہ عظیمہ

حضرت علامہ عبد العزیز پرہارویؒ ان چار مسائل میں زیادہ تاکید رکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اول:

"واعظ اور قصہ لوگوں کی زبانیں کشادہ ہیں۔ وہ جھوٹی باتوں کو بڑا مزہ لے کر بیان کرتے ہیں۔ خصوصاً احادیث رسول ﷺ کو بے پرواہی اور لاابالی سے استعمال کرتے ہیں ان کو کچھ پتہ نہیں جو ہم بیان کررہے ہیں، احادیث رسول ﷺ ہیں یا نہیں۔ بس عوام کی زبان پر احادیث کے نام سے شہرت ہوگئی ہے تو انہوں نے انہیں احادیث سمجھ لیا ہے اور بیان کرنا شروع کردیا ہے۔"

فرماتے ہیں:

والی اللّٰہ المشتکیٰ من المعاصرین ومن علماء هم المتعصبین القاصرین اتخذوا علم الحديث ظهريا ونبذوا التخريج نسيا منسيا فاوعظهم الهجهم بالاكاذيب واعلمهم أكذبهم فی الترغيب والترهيب وليس هذا ادل قارورةً كسرت فی الاسلام بل هذه الشيعة متقادمة من سالف الايام فان الابالسة افسدوابالوضع والتزويز فانخدع بهم مدونوا المواعظ والتفاسير ولم ينزل خلف يتلقاهن من سالف وهلك نتدوينها تألف بعد تألف والله الناصر الموفق للمحدثين ومؤكلهم على

نفی الکذب عن الدین .

''اللہ کی طرف شکایت ہے اپنے ہم زمان لوگوں کی اوران کے متعصب علماء کی جو قاصر ہیں جنھوں نے علم حدیث کو پس پشت ڈالا ہے اور احادیث کی تخریج کو بھول بھلا کر پھینک دیا ہے۔ان کا بڑا واعظ دریدہ دہن ہے یعنی جھوٹ بولنے میں۔اوران میں بڑا عالم ترغیب وترہیب میں بہت جھوٹ بولتا ہے۔یہ پہلا شیشہ نہیں جو اسلام میں توڑا گیا ہو بلکہ یہ قبیح رسم (بری عادت) مدتہائے قدیمہ سے پرانی ہے کیونکہ ابلیس قسم کے لوگوں نے حدیثیں وضع کی ہیں۔حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے جن کے باعث مواعظ اور تفاسیر کے مصنفین دھوکے میں پڑ گئے اور پچھلے لوگوں نے پہلے لوگوں سے پے در پے ان جھوٹی باتوں کو لیا اور تصنیف در تصنیف ان کی تدوین کر کے ہلاک ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہی ناصر اور محدثین کا مددگار ہے۔اور دین سے جھوٹ کی نفی کرنے میں ان کا ضامن ہے۔''

دوم

آنحضرت ﷺ کے والدین کے بارے میں ملاعلی قاریؒ نے لکھا ہے کہ:

مات ابوا رسول اللّٰہ ﷺ علی الکفر

''رسول اللہ ﷺ کے والدین کفر پر مرے ہیں۔''

اس سلسلے میں بعض دیگر علماء کا موقف ہے کہ خاموشی اختیار کرنی چاہئے ایک اس لئے کہ دلائل کا تعارض ہے۔دوسرے اس لئے کہ ادب کا مقام ہے کہیں بات اونچ نیچ ہو جائے تو اعمال کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔اور علامہ پرھارویؒ نے لکھا ہے:

ولقد قال علی القاری فی ھذا المقام بھفوات لا ینبغی للعاقل ان یعوذہ بذلک.

یعنی ''ملاعلی قاریؒ نے اس مقام میں بیہودہ باتیں کہی ہیں کسی عاقل شخص کو زیبا نہیں کہ ایسی بے ہودہ باتیں منہ سے نکالے۔''ملاعلی قاریؒ نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ یہ

لکھا ہے کہ:

ان آمنة اللعینة فی النار

''یعنی آمنہ لعینہ آگ (جہنم) میں ہے۔'' (معاذ اللہ)

علامہ پرھارویؒ کا موقف یہ ہے کہ دونوں دین ابراہیمی پر تھے اور اس بارے میں وہ علامہ سیوطیؒ کے ان چھ رسائل کا حوالہ دیتے ہیں جو آپ ﷺ کے والدین کے مسلمان ہونے کے بارے میں لکھے گئے۔ البتہ فرماتے ہیں کہ ان کو زندہ کر کے ان کے اسلام لانے کا واقعہ ضعیف ہے۔

سوم

سیدنا معاویہؓ کی منقبت میں ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام ہے:

الناھیة عن ذم معاویۃؓ

اس میں معاویہؓ کی صفات، احادیث وآثار سے ثابت کی ہیں اور آپ کے مخالفین اور حاسدین پر سخت رد کیا ہے۔ کوثر النبی آپؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ہے جو عمر کے آخری حصے میں لکھی گئی۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ فتح مکہ کے روز اسلام لائے آپ مؤلفۃ قلوب میں سے تھے۔ پھر آپ کا اسلام حسن پذیر ہوا اور آپ کا شمار عظماء اور فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے۔ سفر السعادۃ میں علامہ مجد اللغوی نے کہا کہ:

لم یصح فی فضائله حدیث

یعنی معاویہؓ کے فضائل میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں لیکن مسند احمد میں عرباض بن ساریہ سے مروی ہے۔

اللھم علم معاویة الکتاب والحساب وقه العذاب

اے اللہ معاویہؓ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا اور عذاب سے بچا۔

اور (ترمذی میں) عبدالرحمٰن ابن ابی عمرۃ سے روایت کیا ہے:

اللھم اجعله هادياً مهدياً و اهد به

''یعنی اے اللہ اس کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔''

علامہ پرھارویؒ فرماتے ہیں، مجھے شیخ عبدالحق دہلویؒ سے تعجب ہے کہ انہوں نے شرح سفر السعادۃ میں ان احادیث کے صحیح نہ ہونے پر بلا دلیل حکم صادر کیا ہے اور مجد لغوی پر تعقب نہیں کیا جس طرح کہ مجد لغوی کے دوسرے مجازفات کا تعاقب کیا ہے۔ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تشیع کی طرف ان میں ایک خفیف قسم کا میلان پایا جاتا ہے حالانکہ وہ اہل سنت میں سے ہیں۔

المقصہ :مذکورہ بالا حدیث کی ایک اصل ہے اگر کوئی حدیث بھی ان کی منقبت میں نہ ہوتی تو شرف صحابیت بھی ان کیلئے کافی ہے کیونکہ آیات واحادیث جو فضائل میں صحابہ میں آئی ہیں وہ عام ہیں۔ان میں سب صحابہ کی شان بیان کی گئی ہے۔کیا اے مخاطب تجھے معلوم نہیں صحابہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد تک پہنچ گئے اور جن صحابہ کے بارے میں خصوصی فضائل کی احادیث آئی ہیں وہ تو چند ایک اشخاص ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن کا خصوصی ذکر ان احادیث میں نہیں ان پر جرح وقدح کی جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ معاویہؓ صحابہ میں سے ہیں۔اور حضرت علیؓ کی جنگ میں ان سے جو خطا اجتہادی سرزد ہوئی وہ اس بات کا موجب نہیں ہے کہ ان پر جرح وقدح کی جائے کیونکہ صحیح احادیث میں صحابہ کرام کی طعن وتشنیع سے روکا گیا ہے اور ان کی تعظیم اور آداب کا حکم دیا گیا ہے جو اس مخمصہ میں پڑے گا وہ اپنے دین میں خطرناک موڑ پر ہے۔ہم نے سلف صالحین اور علمائے حدیث سے ان کے مناقب میں کتاب لکھی ہے اور آپؓ پر طعن وتشنیع کے بارے میں جوابات تحریر کئے ہیں اس کا نام ہے۔

الناهية عن ذم معاويةؓ

''حالانکہ معاویہؓ محبت اہل بیت نبوت کے سلسلے میں بہت زیادہ مضبوط

لوگوں میں سے ہیں۔"

چہارم

رفع سبابہ یعنی تشہد میں کلمہ شہادت میں (دائیں ہتھیلی سے نوے کا عقد بنا کر) لا الہ پر انگشت اٹھانا اور الا اللّٰہ پر رکھ دینا۔ حضرت علامہ پرہارویؒ اس کو مستحب قرار دیتے ہیں اور جو لوگ اس فعل کو حرام کہتے ہیں۔ یا اس کے ترک کو راجح قرار دیتے ہیں آپ نے ان پر بہت رد کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپؒ کے زمانے میں کچھ علماء، مشائخ اس سنت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جن پر حضرت علامہ کو بہت بڑا غصہ ہے اس سلسلے میں آپ کی ایک مستقل کتاب ہے جو دستیاب نہیں اور ایک منظوم کلام ہے جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

حمد الک اللھم حمدا سرمداً
اے اللہ آپ کی حمد تا ابد
وعلی محمدک السلام مؤبداً
اور آپ کے محمد ﷺ پر ہمیشہ
وعلی صحابتہ الکرام جمیعھم
اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام، سب پر
والعترۃ الاطھار دام مخللاً
اور آپ ﷺ کی آل پر دائمی مسلسل
عبد العزیز یقول نظماً فاتبعوا
عبد العزیز کہتا ہے نظم میں پیروی کرو
حکماً صحیحاً بالحدیث مؤیداً
حکم صحیح کی جو حدیث کے ساتھ تایید یافتہ ہے
ان الاشارۃ سنۃ مأثورۃ

تحقیق اشارہ سنت سے نقل کی ہوئی
فاعمل بهذا الخير حتى ترشدا
عمل کر اس خیر پر تاکہ سیدھی راہ چلے
بحديث خير الخلق صح بيانه
آنحضرت ﷺ کی حدیث سے اس کا بیان صحیح ہے
قد جاء عن جمع الصحابة مسنداً
تحقیق آیا ہے وہ صحابہ کی جماعت سے باسند
وبالاتفاق عن الائمة كلهم
اور تمام مجتہدین کے اتفاق سے ثابت ہے
كابی حنيفة صاحبيه واحمد ﷺ
جیسے امام ابوحنیفہؒ اور آپؒ کے شاگرد ابو یوسف و محمد اور امام احمد
والشافعی ومالک فاتبعهم
اور ایسے ہی امام شافعیؒ اور امام مالکؒ ان کی اتباع کرو
اذ من يخالفهم فليس بمقتدى
کیونکہ جو ان کی مخالفت کرتا ہے نہیں ہے پیشوائی کے لائق
اما الذين يحرمون فقولهم
لیکن وہ لوگ جو رفع سبابہ کو حرام سمجھتے ہیں ان کا کہنا
زور وحكم باطل لايقتدى
جھوٹ ہے اور حکم باطل ہے جو قابل اقتداء نہیں
قد عارضوا قول النبی (ﷺ) برأيهم

انہوں نے اپنی رائے سے حدیث کا مقابلہ کیا
والرأی فی النصوص لیس مسدواً
اور نص کے مقابلے میں رائے اور قیاس مضبوط نہیں ہے
لیس التشبه بالروافض باطلاً
رافضیوں سے تشبہ ہر فعل میں باطل نہیں ہے
فی کل فعل سیما سنن الهدی
خاص کر آپ ﷺ کی عادات میں
کالاکل بالیمنی وحب المرتضیٰ
جیسے دائیں ہاتھ سے کھانا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت
وقراءة القرآن یا اهل الندیٰ
اور مجلس میں قرآن کی قراءت
بل فی شعارهم الذی قد ابدعوا
بلکہ ان کی خصوصی نشانیوں کو جوانہوں نے ازخود ایجاد کی ہیں
من غیر ان یقفوا الرسول الامجدا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر واقفیت کے بغیر
کاللوح فی طین الحسین فافهم
جس طرح کربلا کی مٹی
اخذوه فی حین العبادة سجداً
سے ٹکیہ پر سجدہ کرنا
ومن ادعیٰ ان السکون محتم

اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ نماز کا دار ومدار سکون پر ہے

فاشارۃ التھلیل زائدہ سُدی

تو اشارہ لا الہ الا اللہ زائد اور بے فائدہ ہے

قلنا صنیع الشرع لیس بزائد

ہم جواب میں کہتے ہیں کہ شریعت کے اعمال زائد نہیں ہوتے

اوما ترانا رکعاً او سجداً

کیا آپ ہمارے رکوع وسجود میں حرکت نہیں دیکھتے

وادلۃ استحبابھا لک قد بدت

اشارہ پر مستحب ہونے کے دلائل ظاہر کر چکے ہیں

کالشمس مشرقۃ فلا تترددا

روشن سورج کی طرح ہیں پس تردد میں نہ پڑو

ھناک تلخیص المقالۃ مجملاً

یہ نظم ایک مقالے کا خلاصہ ہے

ولنا کتاب مستقل مفرداً

اور اس موضوع پر ہماری ایک مستقل یکتا کتاب ہے

فقط

(حضرت مولانا) محمد عیسیٰ عفی عنہ

جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

عرض مترجم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد!

سیدنا امیر معاویہؓ ایسے اجلہ صحابہ میں سے ہیں جن کو آپ ﷺ کے زمانے ہی سے خصوصیت حاصل رہی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو خصوصی شفقت ومحبت کی بناء پر خلافت کے امور سمجھائے گئے۔اور ایک طویل عرصہ تک خلافت اسلامیہ کے حکمراں رہے۔آپ رضی اللہ عنہ سے متعلق بعض لوگوں کو کچھ اشکالات بھی ہوئے،اور بعض ذہنی خلجان کا سبب بنے۔

بعض ایسی احادیث جو مختلف فیہا نہیں روایۃً یا درایۃً،ان کو بہترین انداز سے حضرت الشیخ علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ نے تطبیق دی اور بہترین اسلوب سے حضرت امیر معاویہؓ کا دفاع فرمایا۔جو کہ کتاب ہی کے نام سے ظاہر ہے۔**(الناهیه عن ذم معاویهؓ)**

بندہ نے اس کتاب کا ترجمہ اور تخریج احادیث کا کام کیا۔(بتوفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ) پھر اس کو حضرات اکابر علمائے کرام کے سامنے پیش کیا انہوں نے تحسین کے ساتھ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر نصیب فرماوے۔اور ہم سب کو ان سے مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرماوے۔**(آمین)**

محمد غزالی جالندھری
فاضل جامعہ اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ ڈگری میر پور خاص
پرنسپل الفوز اسکول ڈگری

عرض ناشر

الناہیہ عن ذم معاویہؓ، علامہ عبدالعزیز پرھارویؒ کی تصنیف کردہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد اور لاثانی کتاب ہے۔ جس نے حضرت معاویہؓ کی شان اقدس سے متعلق عرصہ دراز پر محیط کئی عقدات کو حل کیا ہے۔ بجاطور پر یہ کتاب علامہ عبدالعزیز پرھارویؒ کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔ نیز اس کتاب کے ذریعے شان معاویہؓ کے بیان میں جو تشنگیاں باقی ہیں ان کا کسی طور مداوا ہوا ہے۔ کتاب کے مترجم محمد غزالی جالندھری، لائق اور کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ انقلابی کام بھی کرتے رہتے ہیں اور اس سے قبل بھی ان کا ایک رسالہ "نصائح الغزالی" کے نام سے نور محمد کتب خانہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت کیلئے انہوں نے مجھے سعادت بخشی جس کیلئے میں ان کا ممنون ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب مترجم، ناشر اور اپنے پڑھنے والوں کیلئے اپنے رب کی جانب سے ضرور جلب ہدایت و مغفرت کا سامان بنے گی۔

محمد نوید احمد میمن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
ناظم تعلیمات دارالعلوم میر پور خاص
متصل مسجد بیت المکرّم عزیز آباد میر پور خاص (سندھ)

کچھ مصنف کتاب سے متعلق

سوانح شیخ پرھارویؒ

سلطان العلماء مقدام الفقہاء قطب الموحدین شیخ المسلمین علامہ عبدالعزیز ابن احمد بن حامد القرشی الفرہاروی (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً)

شیخ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۶ھ بمطابق ۱۷۹۲ء اور وفات پرحزن وغم ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء کو بستی پرھاراں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔

علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے جنوبی پنجاب میں اسلامی ثقافت اور عربی زبان کی ترویج میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔

آپ نے مختلف علوم وفنون اور موضوعات پر عربی اور فارسی زبان میں متعدد اور مفید کتابیں تالیف کیں جنہیں اہل علم کے ہاں خوب پذیرائی ملی۔

آپ اس علاقہ میں کثیر التصانیف گزرے ہیں اور تالیف کتب کے میدان میں آپ کا خوب شہرہ ہوا۔ آپ نے نقلی وعقلی علوم میں بے شمار کتابیں تالیف فرمائیں۔

حالات زندگی

نام نسب ولادت

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن، نام عبدالعزیز اور والد کا نام ابوحفص احمد بن حامد القرشی ہے۔ آپ ایک عظیم محدث، مفسر اور ماہر علم کلام بھی تھے، آپ کی ولادت تیرھویں صدی ہجری

کی پہلی چوتھائی میں ہوئی۔ مولوی غلام مہر علی گولڑوی آپ کی ولادت کے متعلق رقمطراز ہیں کہ آنجناب رحمۃ اللہ کی ولادت ضلع مظفر گڑھ میں کوٹ ادو کے قریب "پرھاراں" نامی بستی میں ۱۲۰۹ھ کو ئی۔ شیخ پرہاروی اپنی کتابوں میں اس بستی کو بیرہیار کے نام سے موسوم کرتے ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

قریة بیرهیار ،جعلها الله دار القرار وهو موضع عذب الماء طیب الهواء

''بستی بیرہیار کو اللہ تعالیٰ نے دارالقرار بنایا ہے یہاں پانی شیریں فضا عمدہ اور خوشگوار ہے۔'' شیخ اپنی ایک شہرہ آفاق تصنیف ''الاکسیر'' (فی الطب) میں لکھتے ہیں۔ ''ہماری بستی بیرہیار ہے، اس کا طول بلد ۱۰۶ درجہ اور عرض بلد تقریباً تیس درجے ہے یہ دریائے سندھ کے شرقی ساحل پر دارالامان ملتان سے شمال مغربی جانب تقریباً آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔

شاہی دربار سے آپ کا تعلق اور لوگوں کا حسد

شیخ پرہارویؒ نے علوم درسیہ کی تکمیل کے بعد مختلف علوم وفنون کی کتب کا خوب مطالعہ کیا اور ہر فن کے بارے میں کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی ان علمی خدمات اور بلند مرتبہ علمی کی بدولت علمی حلقوں میں آپ کو بہت زیادہ پذیرائی ملی پھر حاکم ملتان کے صاحبزادے امیر شاہنواز خان آپ کے شاگرد ہوئے اور اس کے ساتھ گہرے مراسم قائم ہوگئے امیر شاہنواز خان خود بھی صاحب علم تھے اور اہل علم سے محبت کرتے تھے، انہوں نے شیخ پرھارویؒ کو اپنے ہاں بلوالیا اور مختلف سوالات کئے شاہی محل میں ان کے مابین متعدد موضوعات پر طویل گفتگو ہوئی امیر شاہنواز خان نے محل میں موجود اہل علم کے سامنے آپ کی وسعت معلومات اور فہم و دانش کا فخریہ انداز میں ذکر کیا پرھارویؒ لکھتے ہیں کہ امیر میری وجہ سے دوسرے اہل علم پر فخر کا اظہار کیا کرتا تھا۔

شیخ پرھارویؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''النبراس'' کے اختتام پر ایک نظم لکھی اس کا ایک شعر یوں ہے۔

وانت حفيظ الكل من شر حاسد
خصم لجوع يطمس الحق باطله

''اوراے اللہ! حاسدین کے حسد کے شر سے اور جو مخالف اپنے باطل سے حق کو مٹانا چاہتا ہے ان کے شر سے تو ہی بچانے والا ہے۔''

''النعم الوجیز'' (شیخ کی تصنیف لطیف) کے سرورق پر لکھا گیا۔

قيل غذى باالعلم و الادب عن الخضر عليه السلام

''کہ حضرت خضر علیہ السلام کے علم وادب سے ان کو غذا دی گئی۔''

مولانا عبدالتواب ملتانیؒ آپ کی عمر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت آپ کی عمر تیس برس کے لگ بھگ تھی شیخ پرہارویؒ عقیدہ اہل سنت کے حامل اور فقہ حنفی کے پیرو تھے آپ نے علم عقائد کے بارے میں مفید کتابیں تصنیف کر کے دلائل و براہین سے عقائد اہل سنت کا بھرپور دفاع اور مضبوط علمی اساس پر شیعہ عقائد کا رد بھی کیا۔

آپ کی کتب ومصنفات ومؤلفات میں اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی محبت غایت درجہ کی تھی زیر نظر کتاب "الناهيه عن طعن امير المومنين معاويةؓ" کا ترجمہ اور اس کی احادیث کی تخریج کی گئی ہے، جس میں شیخ پرہارویؒ نے صحابہ کرامؓ کا علمی دفاع فرمایا۔

شعری ذوق

پرہارویؒ کے علمی آثار کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شعر گوئی کے بارے میں وہ انتہائی زرخیز ذہن اور عمدہ ذوق کے مالک تھے۔ قوافی اور اوزانِ شعر سے بخوبی واقف تھے، ''معجون الجواہر، الیاقوت اور نعم الوجیز'' وغیرہ آپ کی تالیفات سے اس موضوع میں آپ کی شعری ذوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آپ اپنی کتابوں اور تالیفات کی ابتداء میں بطور مقدمہ اور کتابوں کا اختتام اپنے منظوم کلام سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ''النبراس'' کا مقدمہ ۱۳۳ اشعار پر اور خاتمہ ۱۱۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

آپ نے اپنی کتاب ''النبراس'' اور ''حب الاصحاب'' کا آغاز منظوم کلام سے کیا۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ونعت کے متعلق اشعار کہتے اور ثناء خوانِ رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار پر تضمین بھی کہتے

و ما احسن البیت الذی قداری بہ

المؤید بروح القدس فی الشعر

لہ ھمم لامنتھی لکبار ھنا

وھمتہ الصغری اھل من الدھر

شیخ پرھارویؒ کو تصنیف وتالیف کا بہت زیادہ شوق تھا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ اس سلسلہ میں آپ کی مدد فرمائے اور اس راہ میں آسانیاں مہیا کرے اور خطاوذلل سے محفوظ رکھے آپ یہ تمنا بھی کیا کرتے تھے کہ آپ کی مؤلفات کی تعداد بہت ہو اور اللہ تعالیٰ ان میں برکت فرمائے ہمارے اس مؤقف کی تائید الناھیہ عن ذم معاویہؓ کے خطبہ میں آپ کے اس کلام سے ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

ادع بالفلاح لعبد العزیز بن احمد ......بارک اللّٰہ فی مصنفاتہ.

آپ اللہ تعالیٰ سے عبدالعزیز بن احمد کی کامیابی کی دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کی تصنیفات میں برکت فرمائے۔

عالی قدر اصحاب علم آپ کی تصنیفات کی بہت قدر کرتے ہیں لیکن آپ کی تصنیفات جابجا منتشر ہیں لیکن بعض اہل علم آپ کی کتب کی جستجو میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے اور ہمیں بھی جستجوئے تصنیفات پرھارویؒ میں شامل فرما کر کامیاب فرمائے۔

(آمین یا رب العٰلمین)

آغاز کتاب مقام حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحمداللّٰہ علی حسن الاعتقاد وحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحب العترۃ والصحابۃ بالاقتصاد صلی اللہ علی سید ھم وعلیھم وبلغ منا السلام الیہ والیھم .

اے رفیق محترم یہ (رسالہ جس کا نام) "الناہیہ عن طعن معاویہؓ" ہے اس کو لے لو اور اس کامیاب ہونے والی جماعت بلند مرتبہ کی پیروی کو لازم سمجھو اور غالی سرکش اور بدبودار فرقہ سے اجتناب کرو اور واہی تباہی، بے مقصد اور خالی خطبات کو ترک کردو اور (مصنف رسالہ) عبدالعزیز ابن احمد بن حامد کے لئے کامیابی کی دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصنیفات میں برکت دے اور انہیں ہر حاسد سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی ناصر و مددگار رہے اور وہی اول وآخر ہے اور یہ کتاب چند فصلوں پر مرتب کی گئی ہے۔

فصل : صحابہ کرام کے چند فضائل

قرآن کریم کی ایک آیت ہی (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے بارے میں آپ کے لئے کافی ہے۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعداللّٰہ الحسنیٰ

(الحدید : آیت : ۱۰)

''جولوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اورلڑ چکے برابرنہیں۔ وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعدخرچ کیا اورلڑائی کی اور(یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کررکھا ہے۔'' (ترجمہ از بیان القرآن)

اس آیت میں تمام صحابہؓ کے لئے جنت کی بشارت ہے جیسا کہ ابن حزم نے کہا ہے۔

احادیث

''حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے بہتر لوگ میرے زمانے کے پھر جو ان کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔''

(ترمذی: ج۲ص ۲۲۵/ باب ماجاء فی فضل من رای النبی/طبع: قدیمی کتب خانہ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں۔'' (بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں چھوئے گی آگ اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(ترمذی ج٦ص: ١٦٧، حدیث/ ٣٨٥٨/ دارالعرب السلام، محقق بشارعواد (ترمذی ج۲ص: ۲۲٦/طبع میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی (ضیاء المقدسی)

''حضرت عبداللہ بن بسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خوش خبری ہو اس شخص کو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا خوشخبری ہو اس شخص کو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس شخص کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانہ ہے۔'' (طبرانی، حاکم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک کہ نمک کے بغیر کھانا

خوشگوار نہیں ہوتا۔ (بشرح السنہ للبغوی، سنن ابویعلیٰ)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم نے فرمایا کہ نہیں مرے گا میرا صحابی کسی زمین میں مگر وہ قیامت کے دن اس کے قائد اور (مینار کے) نور کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

(ترمذی، وقال غریب، ضیاء المقدسی)

"یہ روایت بھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ستارے آسمان کے لئے امن (کی علامت) ہیں جب ستارے جھڑ جائیں گے تو آسمان کو خوفناک چیز کا سامنا ہوگا (یعنی آسمان پھٹ جائے گا) میں اپنے ان صحابہ کے لئے موجب امن ہوں جب میں رخصت ہوجاؤں گا تو میرے صحابہؓ کو خوفناک صورت پیش آئے گی (یعنی اختلافات ومشاجرات) اور میرے صحابہؓ میری امت کے لئے موجب امن ہیں جب میرے صحابہ انتقال کر جائیں گے تو امت کو خوفناک حالات کا سامنا ہوگا۔"

(یعنی نظریاتی اختلافات، مصائب اور حکمرانوں کے مظالم) (مسلم، مسند احمد)

"حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کا اکرام کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں۔" (نسائی بسند صحیح یا حسن)

"حضرت عمر بن خطابؓ سے ہی روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے بعد اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ سے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد! آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے بعض بعض سے (روشنی میں) قوی تر ہیں مگر نور سب کے لئے ہے پس جس شخص نے ان کے اختلاف کے موقعے پر ان میں سے کسی کی اقتداء کر لی، وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔"

"حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔" (زید عن ابی سعید الخدری)

حدیث کے آخری فقرے میں کلام ہے،حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف اورواہی ہے ابن حزم سے منقول ہے کہ یہ موضوع ہے باطل ہے ابن الربیع کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابن جابر نے روایت کی ہے مگران کی سنن میں موجود نہیں۔

فصل : طعن صحابہؓ کی ممانعت

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مُد (پیانہ) کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے نصف کو۔''

(بخاری،مسلم،ابوداؤد،ترمذی)(ترمذی ج۲ص:۲۲۵،از باب ماجاء فی من سب اصحاب جاء النبی ﷺ)

یہ حدیث مسلم اور ابن جابر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے،اور ابو بکر برقانی نے اس کو علی شرط الشیخین روایت کیا ہے۔

''حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ان کو (اپنی بدگوئی کا) نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض رکھنے کی بناء پر ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد پکڑے گا۔'' (ترمذی وقال غریب)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کے حق میں بے باک ہیں۔''

(روایت ابن عدی ج ۳ص ۱۱۷۷،طبع/المکتبۃ الاثریہ)

''حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے بعد صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو یوں کہو کہ اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔''

(ترمذی ج۲ص:۲۲۵،باب ماجاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ)(خطیب بغدادی)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے

صحابہؓ کی بدگوئی کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت۔"

"حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ وہ میرے کسی صحابی کی بدگوئی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر (قبر میں) ایک جانور مسلط کردیں گے جو اس کے گوشت کو کاٹتا رہے گا، وہ اس کے درد کو قیامت تک پائے گا۔" (ابن ابی الدنیا فی القبور)

"حضرت حسنؓ ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے رفقاء کو چنا ان میں سے میرے وزیر مددگار اور رشتہ دار بنائے اور جس نے ان کی بدگوئی کی اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں فرمائیں گے۔" (طبرانی، حاکم)

فصل: مسلمانوں کا ذکر سوائے خیر کے کرنے کی ممانعت

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو گالم گلوچ کرنا فسق ہے۔ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

"یہ حدیث ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعد سے اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے اور دار قطنی نے حضرت جابرؓ سے بھی روایت کی ہے۔"

"حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک شخص اس کو لیکر لے کر واپس ہوتا ہے۔" (بخاری، مسلم، احمد)

"حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اگر وہ شخص (جس کو کافر یا فاسق کہا گیا) ایسا نہ ہو تو کہنے والا اس کو ساتھ لے کر واپس لوٹتا ہے۔" (بخاری)

"حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بدگو، بدزبان نہیں ہوتا۔" (ترمذی، بیہقی، بخاری فی التاریخ، حاکم، صحیح ابن حبان)

''حضرت ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف چڑھتی ہے مگر آسمان کے دروازے اس کے آگے بند کردیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو زمین کے دروازے بھی بند کردیئے جاتے ہیں پس جب زمین وآسمان کے دروازے اس پر بند کردیئے جاتے ہیں اور اپنا کوئی ٹھکانہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی پس اگر وہ اس کا مستحق ہوا تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔'' (ابوداؤد)

فصل : مردوں کو برا کہنے کی ممانعت

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :مردوں کو برا مت کہو کیونکہ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے وہ اس تک پہنچ چکے ہیں۔'' (بخاری)

فصل : صحابہ کرامؓ کی رنجشوں کی ذکر کی ممانعت

(شیخ پرہارویؒ فرمارہے ہیں) بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے کہ مشاجرات صحابہؓ کا تذکرہ حرام ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس سے بعض صحابہ کرامؓ سے بدگمانی پیدا ہوجائے اس کی تائید اس حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا کہ میرے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ تک کسی کی شکایت نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری طرف نکلوں تو سب کی طرف سے میرا سینہ صاف ہو۔ (ابوداؤد عن ابن مسعودؓ)

امام ابواللیثؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے صحابہ کرامؓ کی باہمی خانہ جنگیوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خون ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا کیا اب ہم ان سے اپنی زبان کو آلودہ کریں؟

اہل سنت کو ان واقعات کا تذکرہ مجبوری کی بناء پر اس لئے کرنا پڑا کہ اہل بدعت نے ان میں سے بہت سے وضعی اور جھوٹے افسانے گھڑ لئے تھے جہاں تک بعض متکلمین کی رائے

ہے کہ مشاجرات کی سب روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں یہ قول ہے تو بہت اچھا مگر بعض روایات تو اتر سے ثابت ہیں (جن کا انکار کرنا ممکن نہیں) اور اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ان میں سے جو واقعات ثابت ہیں ان کی مناسب تاویل کی جائے گی تا کہ عوام کو وساوس اور شہادت سے بچایا جا سکے اور جو تاویل کے لائق نہ ہوں تو وہ مردود ہیں، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کی بزرگی ان کی حسن سیرت اور ان کا متبع حق ہونا نصوص قاطعہ اور اجماع اہل حق سے ثابت ہے پس یہ (چند روایات خصوصاً متعصب اور کذاب رافضیوں کی) اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟

فصل : مشاجرات کا مختصر قصہ

متعدد سندوں سے ثابت ہے کہ اہل مصر مدینہ آئے اور حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ مصر سے عبداللہ ابن ابی سرحؓ کو معزول کر دیں اور محمد بن ابی بکرؓ کو ان پر حاکم مقرر کر دیں آپؓ نے یہ درخواست منظور کر لی مگر آپؓ کے وزیر مروان بن حکم نے عبداللہ کو لکھا کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو ان کو قتل کر دیا جائے ان مصریوں کی خط لے جانے والے سے راستے میں ملاقات ہو گئی، انہوں نے خط اس سے لے لیا دیکھا تو وہ امیر المومنین کی طرف سے تھا خط پر خلیفہ کی مہر تھی حامل خط خلیفہ کا غلام تھا اور انہی کی اونٹنی پر سوار تھا وہ لوگ راستے ہی سے مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

محققین کی رائے ہے کہ یہ ان بد باطن مفسدوں کی سازش تھی انہوں نے جعلی خط کا افسانہ گھڑ کر اسے مروان سے منسوب کر دیا کیونکہ خود امیر المومنین کی طرف سے اس کی نسبت ممکن نہیں تھی ان کا مقصد اسلام کے نظام خلافت کو درہم برہم کرنا اور امت کو فتنہ کی آگ میں جھونکنا تھا جس کے لئے مکر وتزویر کا یہ سارا حیلہ تراشا گیا۔

(از حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید علیہ الرحمۃ)

> ''حضرت عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو ان کے ساتھ قتال سے منع کر دیا جس سے آپ کا مقصد مسلمانوں کے خون کی حفاظت اور شہادت کا شوق تھا جس کی بشارت انہیں زبان نبوت سے مل چکی تھی۔''

چنانچہ ان محاصرین نے آپؓ کو شہید کر دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی حضرت عائشہؓ، زبیرؓ، طلحہ اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطالبہ کیا کہ ان کو قصاص میں قتل کیا جائے حضرت علیؓ اس سلسلہ میں مہلت چاہتے تھے کہ نظام خلافت مستحکم ہو جائے اور شورش وفتنہ برپا نہ ہو چنانچہ گفتگو نے طول کھینچا۔ اختلاف رونما ہوا اور من جانب اللہ جو مقدر میں تھا وہ ہوکر رہا چنانچہ بصرہ کے قریب حضرت طلحہ وزبیر اور حضرت عائشہؓ کی حضرت علیؓ سے جنگ ہوئی۔ اول الذکر دونوں بزرگ اس جنگ میں شہید ہوئے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دی گئیں اسی کا نام جنگ جمل ہوا (یہ جنگ بھی انہیں مفسدین کی برپا کردہ آتش فتنہ تھی فریقین کے درمیان صلح کے لئے گفتگو ہو رہی تھی عین اس رات جب کہ طرفین صلح پر متفق ہوکر آرام کی نیند سو رہے تھے ان مفسدین نے طرفین پر شب خون مارا جس سے ہر فریق سمجھا کہ دوسرے فریق نے بدعہدی کی یوں جنگ کے شعلے چاروں طرف بھڑکنے لگے)

حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کو اعزاز واکرام کے ساتھ مدینہ بھیج دیا۔ بعدازاں صفین میں فرات کے کنارے حضرت معاویہؓ کی حضرت علیؓ سے جنگ ہوئی یہ لڑائی جاری رہی تاآنکہ صلح کے مشابہ اختلاف واقع ہوا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

فصل: مجتہد سے خطا پر مؤاخذہ نہیں

اس قاعدے کی سند حدیث مرفوع ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ حکم جب خوب غور وفکر سے فیصلہ کرے تو اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس کا اجتہاد غلط ہو تو اس کے لئے ایک اجر ہے، یہ حدیث بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور بخاری، احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اور بخاری نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے۔

دو اجر اجتہاد اور ٹھیک فیصلہ پر ہیں، اور ایک اجر صرف اجتہاد پر ہے یہ چاروں صحابہؓ (حضرت عائشہؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت معاویہؓ) ان جنگوں میں مجتہد تھے مگر اجتہاد میں خطا تھی۔ حضرت علیؓ بھی مجتہد تھے اور ان کا اجتہاد صواب تھا۔ اصول میں یہ بات طے شدہ ہے

کہ مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا لازم ہے۔اس پر اور اس کی تقلید کرنے والوں پر کوئی ملامت نہیں، پس فریقین کے قاتل و مقتول جنت میں ہیں۔ (والحمد الله رب العلمين)

''اور ابن سعد نے ابو میسر بن شرجیل سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں جنت میں داخل ہوا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ جنت میں بہت سے قبے بنے ہوئے ہیں میں نے دریافت کیا کہ یہ کن لوگوں کے ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ ذوالکلاع اور حوشب کے ہیں یہ دونوں بزرگ حضرت معاویہؓ کی معیت میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے میں نے کہا کہ حضرت عمارؓ اور ان کے رفقاء کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ آگے ہیں۔میں نے کہا کہ انہوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا کہا گیا کہ ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو واسع المغفرۃ پایا میں نے کہا کہ اہل نہروان یعنی خوارج کا کیا بنا؟ کہا گیا کہ ان کو سختی کا سامنا کرنا پڑا۔''

فصل : حضرت سیدہ عائشہؓ کے چند فضائل

''حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔''

(بخاری،مسلم،ترمذی،ابن ابی شیبہ،ابن ماجہ،ابن جریر)

''حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب محمد ﷺ کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تھا تو ہم حضرت عائشہؓ سے دریافت کرتے تھے تو ان کے پاس اس کا حل ہمیں ضرور مل جاتا تھا۔'' (ترمذی وقال حسن صحیح غریب)

''حضرت ام ہانیؓ جو حضرت علیؓ کی ہمشیرہ ہیں مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اے عائشہ !عنقریب تیرے کنگن علم اور قرآن ہوں گے۔''

(مسند امام اعظمؒ)

''حضرت عائشہؓ ہی سے مرفوعاً مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ

سے فرمایا یہ بات موت کو میرے لئے آسان کر دیتی ہے کہ میں نے جنت میں تجھے اپنی بیوی دیکھا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ موت میرے لئے آسان کر دی گئی کیونکہ میں نے عائشہؓ کو جنت میں دیکھا۔" (مسند امام اعظمؒ)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ! یہ جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں میں نے عرض کیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔" (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھے خواب میں تین دفعہ دکھائی گئی فرشتہ تجھے ریشم کے کپڑے میں لپٹی ہوئی لایا اور کہا کہ یہ آپ کی اہلیہ ہیں میں نے تیرے چہرے سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعتاً تو ہی تھی پس میں نے کہا: اگر یہ من جانب اللہ مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیں گے۔" (بخاری، مسلم)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عائشہؓ کے باری کے دن ہدایا بھیجنے کا خاص اہتمام کرتے تھے جس سے ان کا مقصود جناب رسول اللہ ﷺ کی رضا جوئی تھا (حضرت عائشہؓ نے فرمایا) کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں ایک میں حضرت عائشہ، حفصہؓ، صفیہؓ اور سودہؓ تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج مطہرات تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ کی جماعت نے ان سے کہا کہ آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں بات کیجئے کہ آپ صحابہؓ کو حکم فرمائیں آپ ﷺ جس گھر میں بھی ہوں آپ ﷺ کے لئے ہدایا بھیجے جائیں۔ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن کا بطور خاص اہتمام نہ کیا جائے چنانچہ اس قرارداد کے مطابق حضرت ام سلمہؓ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں ایذاء نہ دو کیونکہ سوائے عائشہؓ کے لحاف کے کسی بیوی کے لحاف میں میرے پاس وحی نہیں آئی ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی ایذاء وہی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔"

"پھر ان ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہؓ کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ

نے بیٹی سے فرمایا بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت رکھتا ہوں عرض کیا ضرور فرمایا پس اس سے محبت رکھو۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

تنبیہ: شاید کسی کو وہم ہو کہ حضرت عائشہؓ کے منا قب میں خود انہی کی روایت مفید نہیں مگر یہ ظن فاسد ہے اس لئے کہ پہلی حدیث ان کے مناقب میں سب سے عظیم تر ہے اور اس سے تمام مرویات ان کی توثیق اور صلاح وصدق حاصل ہو جاتا ہے۔

فصل: حضرت طلحہؓ کے فضائل

مؤلف مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ وہ طلحہ بن عبیداللہ ابومحمد القرشی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے جنگ بدر میں عدم شرکت کی وجہ یہ ہوئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو سعید بن زیدؓ کی معیت میں قریش کے قافلہ کی سراغ رسانی کے لئے بھیج دیا تھا۔ جنگ احد میں ان کو ۲۴ اور بقول بعض کے ۷۵ زخم آئے امام ترمذی نے ان کے زخموں کی تعداد اسی (۸۰) سے اوپر روایت کی ہے۔ بتاریخ ۲۰ جمادی الاخری ۳۶ھ کو بروز پنج شنبہ ۶۴ برس کی عمر میں شہید ہوئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

"اور نوویؒ نے ذکر کیا کہ وہ لڑائی ترک کر کے یکسو ہو گئے تھے اتنے میں ان کو تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیر مروان بن حکم نے پھینکا تھا (یہ بھی کذاب رافضیوں کا اڑایا ہوا افسانہ ہے۔) صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی دراں حالیکہ آپ طلحہؓ اور زبیرؓ سے راضی تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن حرا پہاڑ پر تھے آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے پہاڑ کی چٹان کو حرکت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر سوائے نبی صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں۔"
(صحیح مسلم)

ترمذی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے اور ابن ماجہ، امام احمد، ضیاء المقدسی اور دار قطنی نے حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا ابوبکر

جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمٰن جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں اور عبیدہ بن جراح جنت میں ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (ان دس حضرات کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے کیونکہ ان دس کو ایک ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی۔ مترجم) (ترمذی)

''امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ جنگ کے دن کہ جنگ کے دن آپ ﷺ پر دو زرہیں تھیں آپ ﷺ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا مگر نہ چڑھ سکے تب حضرت طلحہؓ آپ کے پیچھے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ چٹان پر چڑھ گئے پس میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کرلی امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔'' (احمد، ترمذی)

''امام ترمذیؒ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے جو زمین پر چل رہا ہے حالانکہ اس نے اپنی نذر (اللہ کے راستہ میں شہید ہونے کی) پوری کرلی ہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (ترمذی)

''امام ترمذیؒ اور حاکمؒ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی شہید کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔ رضی اللہ عنہ۔ ابن ماجہؒ نے حضرت جابرؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ طلحہ زمین پر چلتے پھرتے شہید ہیں۔''

''ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاویہؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے (راہ خدا میں قربان ہونے کی) اپنی نذر پوری کرلی۔''

''امام ترمذیؒ نے حضرت طلحہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے

ایک ناواقف اعرابی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کہ اس آیت کا مصداق کون ہے؟"فمنهم من قضیٰ نحبه" (پس ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی (قربانی کی) نذر پوری کرلی) اور صحابہ ؓ (نے دیہاتی کو یہ سوال کرنے کے لئے اس بناء پر کہا کہ وہ) آپ ﷺ کی توقیر واحترام اور ہیبت کی بناء پر خود سوال کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتے تھے چنانچہ اعرابی نے یہ سوال کیا تو آپؐ نے اعراض فرمایا اس نے پھر سوال کیا آپؐ نے پھر اعراض فرمایا اس نے تیسری بار پوچھا آپؐ نے پھر اعراض فرمایا اتنے میں، میں (طلحہ) مسجد کے دروازے سے نکلا میں نے سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جو آیت کے مصداق کے بارے میں سوال کرتا تھا؟ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں آپؐ نے فرمایا (میری طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی (قربانی کی) نذر پوری کرچکے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

"ترمذیؒ اور حاکمؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے آپ ﷺ کے دہن مبارک سے یہ ارشاد سنا ہے کہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔"

"امام بخاری قیس بن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہؓ کا شل شدہ ہاتھ دیکھا جو احد کے دن آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔"

امام بیہقیؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن لوگ شکست کھا کر آپ ﷺ کی جگہ سے پسپا ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ انصار کے گیارہ آدمی اور حضرت طلحہؓ باقی رہ گئے تھے۔ آپؐ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ اتنے میں مشرکوں نے ان حضرات کو پیچھے سے آلیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان کافروں کے مقابلہ کے لئے کوئی نہیں؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں آپؐ نے فرمایا طلحہ تم

ٹھہرواس پرایک انصاری نے کہاتو پھریارسول اللہ! میں حاضر ہوں چنانچہ وہ انصاری کفار کے مقابلہ میں تن تنہا ڈٹ گئے آپ ﷺ اورآپ کے رفقاء پہاڑ پر چڑھنے لگے وہ انصاری شہید ہوگئے تو کافر پھر آن پہنچے آپؐ نے فرمایا کیاان کافروں کے مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں؟ حضرت طلحہؓ نے پھر وہی درخواست کی اور آپؐ نے پھر وہی جواب دیا (کہ طلحہ تم ٹھہرو) اس پر ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں چنانچہ وہ انصاری بھی لڑتے لڑتے شہید ہوگئے اور کافر پھر آن پہنچے پس آنحضرت ﷺ ہر انصاری صحابی کے شہید ہونے پر وہی جملہ ارشاد فرماتے حضرت طلحہؓ بار بار اپنے آپ کو پیش فرماتے آپ اسی پہلے جواب کو دہراتے پھر انصار کا کوئی شخص اجازت چاہتا اوراجازت ملنے پرلڑتے لڑتے شہید ہوجاتا، تا آنکہ آپ ﷺ کے ساتھ سوائے حضرت طلحہؓ کے کوئی نہ رہا اور کافروں نے دونوں حضرات پر گھیرا ڈال لیا آپ ﷺ نے فرمایا ان کے مقابلہ پر کون ہے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔

چنانچہ ان کے پیش رو حضرات نے جس قدر جنگ کی تھی اس قدر انہوں نے تنہا کی اسی دوران ان کی انگلیاں کٹ گئیں تو ان کے منہ سے نکلا "حِسّ" (یہ لفظ عرب میں اس وقت کہا جاتا تھا جب کسی آدمی کا کوئی عضو کٹ جائے یا پھٹ جائے) آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس موقع پر بسم اللہ کہتے یا اللہ تعالیٰ کا نام لیتےؓ تو اس کے فرشتے تمہیں اٹھالے جاتے اور لوگ آسمان کی فضا میں تمہاری طرف دیکھتے رہ جاتے پھر آپؐ اوپر چڑھ کر اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے کہ وہ وہاں جمع تھے۔

شیخ نورالحق نے ترجمہ صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کو جنگ جمل کے مقتولین میں دیکھا تو اس قدر روئے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی پھر فرمایا "میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تو ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

ونزعنا مافی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین. (الحجر:۴۷)
"اور ہم نکال دیں گے جو ان کے دلوں میں میل تھا، بھائی بھائی بن کر تخت پر بیٹھے ہوئے ہوں گے ایک دوسرے کے بالقابل۔"

فصل: محمد بن طلحہؓ کے فضائل

کثرت سجود کی وجہ سے آپ کا لقب سجاد تھا آپؐ کے عہد مبارک میں ولادت ہوئی تو آپؐ نے محمد نام رکھا اور ابوسلیمان کنیت ہوئی۔ الاستیعاب میں ہے کہ وہ جنگ جمل میں شہید ہوئے حضرت طلحہؓ نے ان کو جنگ میں پیش قدمی کا حکم فرمایا تھا لیکن ان کی زرہ پاؤں کے درمیان پھنس گئی یہ اسی پر کھڑے ہو گئے۔ جب کوئی شخص ان پر حملہ آور ہوتا تو فرماتے کہ میں تجھے حٰم کی قسم دیتا ہوں کہ یہاںتک کہ عبسی نے آپؓ پر حملہ کیا اور (قسم کے باوجود) آپؓ کو قتل کر دیا اور پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

واشعث قوام بآيات ربه
قليل الاذیٰ فيما يرى العين مسلم

"بہت سے پراگندہ سر اپنے رب کی آیات کے ساتھ قیام والے کسی مسلمان کو کم ہی ایذاء دینے والے۔"

خرقت له بالرمح جيب قميصه
فخر صريعاً لليدين وللفم

"میں نے نیزے سے ان کی قمیض کا دامن چاک کر دیا تو وہ مقتول ہو کر ہاتھوں اور منہ کے بل گرے۔"

على غير شى انه ليس تابعاً
عليا ولم يتبع الحق يندم

"میں نے ان کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر دیا البتہ یہ بات ضرور تھی کہ وہ

علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیرو نہیں تھے، اور جو شخص حق کا پیرو نہ ہو، ندامت اٹھاتا ہے۔"

یذکر فی حم والرمح شاجر
فھلا تلاحم قبل التقدم

"وہ مجھے حمٓ یاد دلاتا تھا، جبکہ نیزہ سونتا جا چکا تھا، اس نے جنگ میں آنے سے پہلے کیوں حمٓ نہ پڑھی۔"

جب حضرت علیؓ نے ان کو مقتولوں میں دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور فرمایا "یہ خوبرو جوان تھا" پھر غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔

دارقطنی کی روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ ان کی نعش کے پاس سے گذرے تو فرمایا "یہ سجاد ہے اس کو والد کی اطاعت وفرمانبرداری نے قتل کیا۔

فصل : حضرت زبیرؓ کے مناقب

ان کے بہت سے مناقب حضرت طلحہؓ کے مناقب کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔ مؤلف مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ وہ زبیر بن عوامؓ ابوعبداللہ قرشی ہیں ان کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ ہیں۔ قدیم زمانہ میں اسلام لائے جبکہ ان کی عمر (۱۶) برس تھی۔ انہیں دھوئیں کی سزا دی گئی کہ اسلام ترک کر دیں لیکن یہ ثابت قدم رہے تمام غزوات میں شریک ہوئے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے راستہ میں تلوار نیام سے باہر نکالی۔ جنگ احد کے دن آپؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان کو بصرہ کے مقام صفوان میں عمرو بن جرموز نے شہید کیا۔ اس وقت سن مبارک ۶۴ برس تھا۔ پہلے وادی سباع میں دفن کیے گئے۔ پھر وہاں سے بصرہ منتقل کر دیئے گئے۔ وہاں ان کی قبر مشہور ہے۔

روایت کیا گیا ہے کہ ان کو اس وقت شہید کیا گیا جب وہ جنگ سے واپس لوٹ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علیؓ جب ان کی تلوار دیکھی تو فرمایا: یہ تلوار ہے جس نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی بکثرت مدافعت کی ہے پھر فرمایا کہ مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ صفیہؓ کے

بیٹے (حضرت زبیرؓ) کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری سنا دینا۔ یہ سن کر ابن جرموز نے کہا اگر ہم تم سے لڑیں جب بھی دوزخی اور تمہاری خاطر لڑیں تب بھی دوزخی؟ چنانچہ اس نے غصہ میں آکر خودکشی کرلی (اس طرح آپ ﷺ کی پیشگوئی مشاہدۃً پوری ہوئی)

بخاری و ترمذی نے حضرت جابرؓ سے اور حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک مخلص ساتھی ہوتا ہے اور میرا مخلص رفیق زبیر ہے۔

شیخین نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خندق کے موقع پر فرمایا: کون ہے جو مجھے کفار کی خبر دے؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا میں لاؤں گا خبر۔

حاکم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خندق کے دن کفار کی خبر لانے کا حکم دیا تو حضرت زبیر کھڑے ہوگئے آپ ؐ نے پھر حکم دیا تو حضرت زبیر پھر کھڑے ہوگئے۔

شیخین اور ترمذی میں حضرت زبیرؓ سے روایت مروی ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا کون ہے جو بنو قریظہ کی بستی جائے اور ان کی خبر لے کر آئے؟ میں (زبیر) چلا گیا جب واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان! آپ نے ماں باپ دونوں کا لفظ فرمایا۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ جنگ یرموک میں حضرت زبیرؓ سے کہا کیا آپ (کافروں پر) حملہ نہیں کرتے؟ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کردیں چنانچہ حضرت زبیرؓ نے ان پر حملہ کیا کافروں نے آپ ؓ کے کندھوں پر تلوار کی دو ضربیں لگائیں ان دونوں کے درمیان ایک ضرب وہ تھی جو جنگ بدر میں آپ ؓ کو لگی تھی میں ان ضربوں (کے گڑھوں) میں اپنی انگلیاں ڈالکر کھیلا کرتا تھا۔

فائدہ: شیخ نورالحق ترجمہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ یرموک ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں اور مشرکوں کا مقابلہ ہوا تھا اس جنگ میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک لاکھ پانچ ہزار کا فر جہنم رسید ہوئے اور چالیس ہزار قید ہوئے۔

فصل : حضرت معاویہؓ کے فضائل

جاننا چاہئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ، انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ ان میں سے معدودے چند حضرات کے فضائل میں احادیث وارد ہیں باقی حضرات کے لئے صحابیت کا شرف کافی ہے کہ اس پر وہ عظیم فضائل مرتب ہیں جن کے ساتھ کتاب وسنت ناطق ہے۔ اگر کسی صحابیؓ کے فضائل کی احادیث نہ ہوں یا کم ہوں تو اس کے شرف ومرتبہ میں کوئی کمی لازم نہیں آتی۔

ہم حضرت معاویہؓ کے چند فضائل کا ذکر کرتے ہیں جو مسلمانوں کے دلوں میں آپؓ کے شرف ومرتبہ کے اضافہ کا موجب ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

اول : اے اللہ! معاویہ کو حساب وکتاب سکھا اور اس کو عذاب سے بچا" یہ حدیث امام احمد نے مسند میں عرباض بن معاویہؓ سے روایت کی ہے۔ اور مسند احمد بڑی مسند اور عظیم الاعتماد کتاب ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی تمام احادیث مقبول ہیں اور جو ضعیف ہیں وہ بھی حسن کے قریب ہیں۔

نیز سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا کہ جس مسئلہ میں مسلمانوں کا اختلاف ہو اس کے لئے مسند کی طرف رجوع کرو پس اگر اس میں سے پاؤ تو وہ حسن ہے ورنہ حجت نہیں اور بعض نے اس کی تمام احادیث پر صحت کا اطلاق کیا ہے۔

اور ابن جوزیؒ نے اس کی بعض احادیث کی نسبت وضع کی طرف کرنے میں غلطی کی ہے جیسا کہ تعصب وافراد ان کی عادت ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں اور وہ سنن اربعہ سے حسن ہے۔

دوم : عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ الصحابی المدنی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں فرمایا:

''اے اللہ! اس کو ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت فرما۔''

اس کو ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا ہے اور ان کی کتاب سنن ترمذی بڑی جلیل القدر کتاب ہے حتی کہ شیخ الاسلام ہرویؒ فرماتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک صحیحین سے بھی زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ اس میں مذاہب اور وجوہ استدلال کا ذکر ہے جو صحیحین میں نہیں۔

امام حاکمؒ اور خطیبؒ نے ترمذی شریف کی تمام احادیث پر صحت کا اطلاق کیا ہے۔

اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حجاز و عراق اور خراسان کے علماء کی خدمت میں پیش کی ہے اور جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں نبی گفتگو کر رہے ہیں۔

سوم: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ امیر المومنین معاویہؓ سے گفتگو کریں گے؟ وہ صرف ایک وتر پڑھتے ہیں فرمایا وہ جو کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں وہ خود فقیہ ہیں۔ (بخاری)

شارحین فرماتے ہیں فقیہ سے مراد مجتہد ہے۔

بخاری کی ایک اور روایت میں ابن ابی ملیکہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی حضرت ابن عباسؓ کے ایک خادم بھی وہاں تھے انہوں نے یہ قصہ حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا ان کو رہنے دو، وہ خود آپ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فضلاء صحابہؓ میں سے تھے وسعت علم کی بناء پر انہیں علم کا سمندر، حبر الامت اور ترجمان القرآن کا لقب دیا جاتا تھا، آپ ﷺ نے ان کے لئے علم و حکمت اور تاویل (قرآن کی تفسیر کا علم) کی دعا فرمائی تھی جو مقبول ہوئی۔ یہ حضرت علیؓ کے خصوصی رفقاء میں سے تھے ان کے دشمنوں پر سخت نکیر فرماتے تھے حضرت علیؓ نے ان خوارج سے مباحثہ کے لئے بھیجا تھا چنانچہ انہوں نے مباحثہ کیا (اور اس میں غالب آ گئے) یہانتک کہ خارجیوں کے

پاس کوئی حجت باقی نہ رہی۔

پس جب ابن عباسؓ جیسے شخص حضرت معاویہؓ کے مجتہد ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور اپنے منہ کو ان پر نکیر کرنے سے روکتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں (تو اس سے حضرت معاویہؓ کی بلندی مرتبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور کاتب وحی

اول: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کاتب بنا۔

(ابن عساکر ج ۲۴ص ۴۰۳/ دارالفکر مصر)

دوم: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ام حبیبہ (امہات المومنین) کی باری کے دن ایک دروازہ بجانے والے نے دروازہ بجایا تو آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو کون ہے تو انہوں نے کہا کہ معاویہ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان کو اجازت دے دو پس معاویہؓ اس حال میں داخل ہوئے کہ قلم ان کے کان پر لگا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا اے معاویہؓ یہ کیسا قلم ہے تمہارے کان پر تو معاویہؓ نے جواب دیا کہ یہ ایسا قلم ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لئے شمار کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ (معاویہؓ) کو اپنے نبی کی جانب سے بہترین بدلہ نصیب فرمائے اور اللہ کی قسم جو کچھ میں تمہیں لکھواتا ہوں وہ وحی ہی ہوتا ہے اور نہیں کرتا میں چھوٹا یا بڑا کام مگر اس میں اللہ کی اجازت شامل حال ہوتی ہے۔ (ابن عساکر ج ۲۴ص ۴۰۴)

سوم: انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل تشریف لائے اور ان کے ہاتھ میں ایک سونے کی نِب والا قلم تھا اور مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بلند و برتر ذات آپ پر سلام بھیجتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے میرے حبیب کہ آپ کو قلم ہدیہ بھیجا گیا ہے میرے عرش کے اوپر سے معاویہ بن ابی

سفیان کے لئے اس کوان کی طرف پہنچا دیجئے اور انہیں حکم دیجئے کہ اپنے خط کے ساتھ آیۃ الکرسی لکھیں اسی قلم کے ذریعہ سے اور اس پر اعراب اور نقطے بھی لگائیں اور آپ کے سامنے پیش کریں۔ (تلخیص از ابن عساکر ج ۱۴۳ ص ۱۴۴ از مترجم عفی عنہ)

چهارم: حضرت امیر معاویہؓ آپ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔

"امام مفتی حرمین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری نے خلاصۃ السیر میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کاتب تیرہ حضرات تھے۔

خلفائے اربعہ، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید بن العاص، حنظلہ بن الربیع الاسلمی، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، شرجیل بن حسنہ، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ان میں سے حضرت معاویہؓ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس بارے میں زیادہ خصوصیت تھی اور یہ دونوں اس کے زیادہ پابند تھے اور یہ جو کہا ہے کہ ان کا کاتب وحی ہونا ثابت نہیں، یہ امام احمد بن محمد القسطلانی کی شرح صحیح بخاری میں صراحت کے ساتھ مردود ہے۔

ان کے الفاظ یہ ہیں:

"معاویہؓ بن ابی سفیان، صخر بن حرب رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی ہیں۔"

پنجم: شیخ علی الھروی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام عبداللہ بن المبارکؒ سے سوال کیا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں یا حضرت معاویہؓ؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی میں جس گھوڑے پر جہاد کیا اس کی ناک کا غبار بھی عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجہ افضل ہے۔

اس منقبت پر غور کرو اس جملہ کی اہمیت اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مقام اور مرتبہ معلوم ہو ان دونوں

بزرگوں کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں جن کی تفصیل کتب تاریخ میں ملے گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جن کا نام "امام الھدیٰ" اور پانچواں خلیفہ راشد رکھا جاتا ہے محدثین وفقہاء ان کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور ان کی بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کرتے تھے آپ پہلے شخص ہیں جس نے جمع احادیث کا حکم فرمایا جب حضرت معاویہؓ ان سے بھی افضل ہیں تو ان کے مقام ومرتبہ کیا پوچھنا۔

ششم: بخاری ومسلم آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں حالانکہ ان کی شرط یہ ہے کہ وہ صرف ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو ثقہ ہو ضابط ہو صدوق ہو۔

ھفتم: صحابہ کرامؓ اور محدثین آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں حالانکہ وہ حضرت علیؓ کے فضائل سے کتب (......) سے زیادہ واقف ہیں حکایات اختلافات کے سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے زیادہ صادق المقبول ہیں امام قسطلانیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ بہت سے مناقب کے مالک ہیں۔"

شرح مسلم میں ہے کہ "وہ عدول فضلاء اور خیار صحابہ میں سے تھے۔"

امام یافعیؒ کہتے ہیں کہ وہ حلیم، کریم، سیاستدان، عاقل، کمال سعادت کے حامل، بڑے صاحب تدبر اور ذی رائے تھے گویا وہ پیدا ہی سلطنت کے لئے ہوئے۔"

محدثین کرام، دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح ان کے نام پر بھی رضی اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ان کے حق میں حضرت ابن عباسؓ سے بروایت صحیح بخاری پہلے گزر چکا ہے۔ النہایہ لابن اثیر الجزری میں حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد معاویہؓ سے بڑھ کر صاحب سیادت نہیں دیکھا کسی نے کہا اور حضرت عمرؓ بھی نہیں؟ فرمایا حضرت عمرؓ ان سے افضل تھے لیکن سیادت (سرداری) میں حضرت معاویہؓ حضرت عمرؓ سے بھی آگے تھے۔"

کہا گیا ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ زیادہ سخی اور مال بڑھ کر دینے میں زیادہ فیاض تھے اور بقول بعض کے مطلب یہ ہے کہ حکمرانی میں ان سے بڑھ کر تھے۔

قاضی عیاضؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے معافی بن عمرانؒ سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ معاویہؓ سے افضل ہیں۔ یہ سن کر وہ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ "آپ ﷺ کے صحابہؓ سے کسی کا مقابلہ نہیں حضرت معاویہؓ آپ ﷺ کے صحابی ہیں، آپؐ کے برادر نسبتی ہیں، آپؐ کے کاتب ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی وحی پر آپ ﷺ کے امین ہیں۔"

هشتم: ان کا بکثرت حدیث کی روایت کرنا۔ امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ (بلاواسطہ) اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور اپنی ہمشیرہ ام المومنین ام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور دیگر حضرات (کے واسطے) سے حدیث روایت کی ہے۔

اور ان سے حضرت ابوذرؓ نے اپنے تقدم کے باجود اور حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جریر اور ایک جماعت صحابہؓ نے اور تابعین میں سے جبیر، ابوادریس خولانی، سعید بن المسیب، خالد ابن معدان، ابوصالح السمان، سعید، ہمام ابن منبہ اور خلق کثیر نے روایت کی ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ان کی آٹھ احادیث درج کی ہیں ہم یہاں حضرت معاویہؓ کی روایت کردہ چند حدیثیں ذکر کرتے ہیں جس سے ان کا شرف ثابت ہوگا اور اور اہل علم کے قلب میں ان کی محبت پیدا ہوگی۔

(۱) امام احمد، ابوداؤد اور حاکم (رحمہم اللہ) نے حضرت معاویہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹے گی اور وہ سب آگ میں ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے اور وہ الجماعت ہے اور میری امت میں کچھ لوگ نکلیں گے جن میں خواہشات ونظریات اس طرح سرایت کر جائیں گے جیسے باؤلے کتے کا زہر کسی شخص میں سرایت کر جاتا ہے کہ اس کا کوئی

رگ و ریشہ اور کوئی جوڑ ایسا نہیں رہتا جس میں وہ سرایت نہ کر جائے۔"

(۲) حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد میں نے سنا کہ جب تم لوگوں کے پوشیدہ امور کی تفتیش کرنے لگو گے تو انہیں بگاڑ دو گے۔" (ابوداؤد۔ بیہقی)

(۳) حضرت معاویہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ! گناہ کے بارے میں یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں مگر جو شخص کہ مشرک مرے یا جو کسی مومن کو عمداً (جان بوجھ کر) قتل کر دے۔ (مسند احمد، نسائی، مستدرک حاکم)

(۴) حضرت معاویہؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے بعد کچھ حکام ہوں گے وہ (غلط) بات کہیں گے تو ان کی بات رد نہیں کی جائے گی (حق گوئی مفقود ہو جائے گی) یہ لوگ دوزخ میں بندروں کی طرح گھسیں گے۔ (ابویعلی، طبرانی)

(۵) حضرت معاویہؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص شراب پیئے اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کر دو۔ (ترمذی)

(۶) حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب لوگ شراب پئیں تو انہیں کوڑے لگاؤ پھر پئیں تو پھر لگاؤ پھر پئیں تو پھر لگاؤ پھر پئیں (چوتھی مرتبہ) تو انہیں قتل کر دو۔ (ابوداؤد) قتل کرنے کا حکم یا تو تنبیہ اور تہدید کے طور پر ہے یا منسوخ ہے۔

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔

(۷) امام بخاریؒ نے ابوامامہ بن سہل کی حدیث نقل کی ہے کہ حضرت معاویہؓ منبر پر تشریف فرما تھے مؤذن نے اذان کہی جب مؤذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت معاویہؓ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا مؤذن نے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا تو حضرت معاویہؓ نے بھی اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا پھر جب اذان ختم ہوئی تو فرمایا لوگو! میں نے

رسول اللہ ﷺ کو اس مجلس میں جب اذان دی جاتی تو یہی کلمات کہتے ہوئے سنا ہے جو کلمات تم نے مجھ سے سنے ہیں۔

(۸) امام احمدؒ نے علقمہ بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس تھا جب مؤذن نے اذان کہی تو حضرت معاویہؓ بھی مؤذن کے الفاظ دہراتے گئے یہاں تک کہ جب اس نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو آپؓ نے لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہا پھر جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو آپؓ نے لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم کہا اور اس کے بعد وہی کلمات کہے جو مؤذن نے کہے تھے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے۔

(۹) حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے حج (۵۱ھ) کے سال منبر پر حضرت معاویہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ بالوں کا ایک جُوڑا (لٹ) ان کے پہریدار کے ہاتھ میں تھا اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اہل مدینہ! کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ایسے جوڑوں (لٹوں) سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب انہوں نے ایسے جوڑے بنانا شروع کئے۔ (بخاری، مسلم، مؤطا امام مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(۱۰) شیخین اور نسائی نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ مدینہ آئے تو خطبہ دیا اور بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے سوا کوئی شخص یہ کام بھی کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تھی تو آپ نے اس کا نام جھوٹ رکھا تھا۔

(۱۱) امام نسائی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو دیکھا کہ منبر پر تشریف فرما ہیں ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا ہے جو عورتیں استعمال کرتی ہیں پس فرمایا کہ مسلمان خواتین کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس قسم کے (وگ)

بال استعمال کرنے لگی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس عورت نے اپنے سر میں اجنبی بالوں کا اضافہ کیا تو وہ محض جھوٹ ہے جس کو وہ بڑھا رہی ہے۔

(۱۲) طبرانی نے حضرت معاویہؓ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور دل میں رکھ دیا ہے۔

(۱۳) ابوداؤد میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات (اغلوطات) سے منع فرمایا ہے۔

(۱۴) ابوداؤد میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھایا جیسا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا جب سر کے مسح کو پہنچے تو پانی کا چلو لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا یہاں تک کہ اسے سر کے درمیان رکھا جس سے پانی ٹپک پڑا یا قریب تھا کہ ٹپک پڑے پھر آگے سے پیچھے تک اور پچھلے حصہ سے اگلے حصہ تک سر کا مسح کیا۔

(۱۵) ابوداؤد نے حضرت معاویہؓ کی روایت سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ سے رکوع، سجدہ میں آگے نہ بڑھو میں رکوع، سجدہ میں جتنی دیر تم سے پہلے چلا جاتا ہوں اس سے اٹھنے کے وقت تک تم اتنا حصہ پا لیتے ہو میرا جسم بھاری ہو گیا ہے (اس لئے اگر تم میرے ساتھ ہی رکوع، سجدہ میں چلے جائے گے تو اندیشہ ہے کہ کہیں مجھ سے آگے نہ نکل جائے)

درس عبرت

(۱۶) ابونعیم نے حضرت معاویہؓ کی روایت سے یہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ ایک آدمی برے عمل کرتا تھا اور اس نے ستانوے خون کئے تھے جو سب کے سب ناحق کئے گئے تھے وہ (توبہ کی نیت سے) نکلا اور ایک راہب کے عبادت خانہ میں پہنچا اور اس نے اس کو کہا کہ ایک شخص نے ستانوے قتل کئے ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے نفی میں جواب دیا تو اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا پھر ایک اور راہب کے پاس

پہنچا؟اس سے بھی یہی سوال کیااس نے کہاایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی تو اس نے اس کو بھی قتل کرڈالا پھرایک اورراہب کے پاس پہنچاتو اس سے بھی یہی دریافت کیااس نے بھی وہی جواب دیا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی اس نے اس کو بھی قتل کردیا۔

پھرایک اورراہب کے پاس پہنچاتو اس نے اس سے کہا کہ ایک نا ہنجار نے کوئی برائی کا کام نہیں چھوڑا جو نہ کیا ہواوراس نے سو قتل کئے اورسب کے سب کو ناحق قتل کیا ہے کیااس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟راہب نے کہااللہ کی قسم اگر میں تجھ سے یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے تو میں نے جھوٹ باندھا فلاں جگہ ایک گرجا ہے جہاں پر کچھ عبادت گزار لوگ رہتے ہیں تم بھی وہاں جاؤاوران کے ساتھ عبادت کرو،وہ تائب ہوکر وہاں سے نکلا ابھی راستہ ہی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فرشتہ بھیجا اس نے اس کی روح قبض کرلی۔

اب اس پر عذاب کے فرشتے اوررحمت کے فرشتے حاضر ہوگئے اوراس کے بارے میں جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ نے (ان کے درمیان فیصلہ کے لئے) ایک فرشتہ بھیجااس نے کہا(اس کا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں طرف کی جگہ کی پیمائش کرو) ان دونوں بستیوں میں سے جس کے قریب تر ہوگا پس وہ اسی میں سے شمار ہوگا چنانچہ دونوں بستیوں کے درمیانی فاصلہ کی پیمائش کی گئی تو توبہ کرنے والوں کی بستی کے چند انگشت زیادہ قریب نکلا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔

(۱۷) شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ہم نے بطریق ابوداؤدعبداللہ بن علاء سے انہوں نے مغیرہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ ایک دن مسجد میں حوض کے دروازہ پر لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے فرمایا لوگو! ہم نے فلاں دن چاند دیکھااورمیں تو روزہ رکھنے میں سبقت کرنے والا ہوں پس جو شخص ایسا کرنا چاہتا ہے وہ کرے امالک بن ہبیرہ ان کی طرف لپکے اورکہا معاویہ! یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی

بات ہے یا آپ کی اپنی اجتہادی رائے ہے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مہینہ کے روزے رکھو اور (خصوصاً) اس کے ابتدائی حصہ۔

(۱۸) صحیح بخاری میں حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے خطبہ میں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کا فہم عطا فرماتے ہیں اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں اور یہ امت ہمیشہ دین حق پر قائم رہے گی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا وہ شخص جو ان کی مخالفت کرے تا آنکہ اللہ کا وعدہ آ جائے۔

(۱۹) صحیح مسلم میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تو صرف خازن ہوں پس جس شخص کو خوشدلی کے ساتھ دوں گا اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جس کو اس کے مانگنے اور حرص ظاہر کرنے پر دوں گا اس کی مثال (جوع البقر کے) اس مریض کی سی ہوگی جو کھاتا جائے مگر پیٹ نہ بھرے۔

(۲۰) صحیح مسلم میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لپٹ کر سوال نہ کیا کرو پس اللہ کی قسم اگر تم میں سے کوئی شخص مجھ سے سوال کرے گا اور محض اس سوال واصرار پر نا گواری کے ساتھ میں اس کو جو کچھ بھی دوں گا اس میں برکت نہیں ہوگی۔

(۲۱) ابوداؤد اور نسائی، حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتے (کی کھال) پر سوار ہونے اور سونا پہننے سے منع فرمایا مگر یہ کہ بہت ہی معمولی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خز (ریشم) پر اور چیتے (کی کھال) پر سواری نہ کرو۔

(۲۲) اور نسائی میں ہے کہ حضرت معاویہؓ تشریف فرما تھے اور ان کے پاس حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت موجود تھی آپؓ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ آپ نے سونا پہننے سے

منع فرمایا ہے مگر یہ کہ وہ بہت ہی معمولی ہو حاضرین مجلس نے کہا جی ہاں ہمیں معلوم ہے۔
(۲۳) ابوداؤد میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کیا آپ حضرات کو علم ہے کہ آپ ﷺ نے فلاں چیز سے منع فرمایا اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے بھی؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا آپ حضرات کو علم ہے کہ آپ نے حج وعمرہ کے قران سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا یہ تو نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ بھی انہیں چیزوں کے ساتھ ہیں لیکن آپ لوگ بھول گئے ہیں۔
(۲۴) صحیح مسلم میں طلحہ بن یحییٰ کی اپنے چچا سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں مؤذن ان کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔
(۲۵) صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نکلے تو دیکھا کہ مسجد میں ذاکرین کا ایک حلقہ جما ہوا ہے اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا آپ حضرات یہاں کیسے بیٹھے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی خاطر بیٹھے ہیں۔ فرمایا بخدا! صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ عرض کیا بخدا صرف اسی غرض سے بیٹھے ہیں۔ پھر فرمایا میں نے تم سے اس لئے حلف نہیں لیا کہ میں تمہیں متہم سمجھتا ہوں اور جن حضرات کو آپ ﷺ سے مجھ جیسا قرب حاصل تھا ان میں سے کوئی شخص مجھ سے کم روایت کرنے والا نہیں اور آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ایک حلقہ کی طرف نکلے تو ان سے دریافت فرمایا کہ تم یہاں کس غرض سے بیٹھے ہو انہوں نے کہا کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں ہم اس کی حمد بجالاتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام سے ہدایت فرمائی اور ہم پر احسان فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا بخدا! تم صرف اسی غرض سے بیٹھے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! اسی غرض سے بیٹھے ہیں۔

فرمایا میں نے تم سے اس لئے حلف نہیں لیا کہ (خدانخواستہ) میں تمہیں متہم سمجھتا ہوں بلکہ ہوا یہ کہ حضرت جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔

محدث قاضی عیاضؒ "الشفاء" میں لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں (وحی کی) کتابت کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دوات ڈال دو، قلم کا قط ٹیڑھا رکھو "ب" کو سیدھا لکھو، "سین" کے دندانوں کے درمیان فرق کرو، "میم" کی گھنڈی ملا کر نہ لکھو۔ لفظ اللہ کو خوبصورت لکھو "الرحمن" کو لمبا کرو اور "ز" کو خوب عمدہ لکھو۔

نهم: آپؓ اتباع سنت کے حریص تھے امام بغویؒ شرح السنہ میں ابومجلز سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نکلے تو عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بیٹھے ہوئے تھے ابن عامر ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے مگر ابن زبیرؓ بیٹھے رہے۔

حضرت معاویہؓ بطور کاتب وحی

حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہو جایا کریں اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے۔ یہ حدیث ترمذی، ابوداؤد اور امام احمد نے بھی روایت کی ہے۔

"ابوداؤد اور ترمذی عمرو بن مرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے امور کو حاکم بنایا پھر اس نے ان کی حاجت وضرورت اور فقر کے ورے پردہ حائل کر لیں گے۔ یہ حدیث سن کر حضرت معاویہؓ نے لوگوں کی حاجات (ان تک پہنچانے) پر ایک آدمی مقرر کر دیا۔

امام بخاری، حضرت مغیرہ بن شعبہ کا تب وارد........ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو لکھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجئے جو آپ نے آپ ﷺ سے سنی ہو، حضرت مغیرہؓ نے لکھا کہ میں نے آپ ﷺ سے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ کلمہ تین بار کہتے ہوئے سنا ہے۔

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔

فرمایا کہ آپ ﷺ قیل وقال سے، کثرت سوال سے، مال کے ضائع کرنے سے، لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور ماؤں کی نافرمانی سے اور لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے کوئی نصیحت لکھ کر بھیجئے مگر زیادہ لمبی نہ ہو، حضرت عائشہؓ نے جواب میں تحریر فرمایا السلام علیکم امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے خود کفایت کرتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے انسانوں کو خوش کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد فرمادیتے ہیں والسلام علیک۔

ترمذی اور ابوداؤد میں سلیم بن عامر سے مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ کے درمیان اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا اور حضرت معاویہؓ ان کے علاقہ کی طرف سفر کررہے تھے تا کہ جب معاہدہ کی مدت ختم ہوجائے تو ان پر حملہ کردیں۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو گھوڑے پر یا خچر پر سوار تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر وفائے عہد لازم ہے معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں لوگوں نے دیکھا تو یہ صاحب حضرت عمرو بن عبسہؓ تھے۔

حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو جب تک معاہدہ کی مدت نہ

گزر جائے نہ اپنے عہد کو کھولے نہ باندھے یا ان کا معاہدہ امن کی طرف پھینک دے کہ معاہدہ نہ ہونے کے علم میں دونوں فریق برابر ہو جائیں (گویا معاہدہ کی مدت میں جنگ کی نیت سے دشمن کی طرف سفر کرنا بھی معاہدہ کی خلاف ورزی ہے) یہ سن کر حضرت معاویہؓ لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔

اور آپ کی جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدت محبت کا ایک نمونہ وہ تھا جو قاضی عیاضؒ نے "الشفاء" میں ذکر کیا ہے۔

حضرت عباس بن ربیعہؓ جب حضرت معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے دروازے میں داخل ہوئے تو آپؓ پلنگ سے اٹھے ان کا استقبال کیا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، "مرغاب" نامی اراضی ان کو عطا کی، یہ اعزاز و اکرام محض اس لئے تھا کہ ان کی صورت حضور ﷺ کے مشابہ تھی۔

دھم: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو احادیث کی پیروی کا حکم فرماتے تھے اور اس کی مخالفت سے منع فرماتے تھے۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ جب مدینہ طیبہ تشریف لاتے اور وہاں کے فقہاء سے کوئی ایسی چیز سنتے جو سنت کے خلاف ہوتی تو اہل مدینہ سے خطاب کر کے فرماتے کہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے یا ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام بخاریؒ حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم ایک نماز پڑھتے ہو یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں، ہم آپ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں ہم نے آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا ہے۔

امام مسلم عمرو بن عطاء سے نقل کرتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے ان کو سائب کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ ان سے ایسی چیز دریافت کریں جو انہوں نے

حضرت معاویہؓ کو نماز میں کرتے ہوئے دیکھا ہو انہوں نے کہا ہاں! میں نے ان کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا جب وہ سلام پھیر چکے تو میں نے وہیں اپنی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی جب گھر آئے تو مجھے بلا بھیجا اور فرمایا جو تم نے کیا، دوبارہ ایسا نہ کرنا جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو جب تک بات نہ کر لو یا اس جگہ سے ہٹ نہ جاؤ نماز مت پڑھو۔

صحیح مسلم میں حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا احادیث روایت کرنے سے احتراز کرو سوائے ایسی احادیث کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں روایت کی جاتی تھیں اس لئے کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو اللہ کا خوف دلایا کرتے تھے۔

شارح فرماتے ہیں کہ ممانعت بغیر تحقیق واحتیاط کے زیادہ احادیث روایت کرنے سے ہے کیونکہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب اہل کتاب کے علاقے فتح ہوئے تو ان کی کتابوں سے نقل وروایت کا رواج چل نکلا تھا اس لئے اس سے منع فرمایا اور لوگوں کو حضرت عمرؓ کے زمانہ کی احادیث کی طرف رجوع کرنے کا حکم صادر فرمایا کیونکہ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں شدید ضبط سے کام لیتے تھے اور اس میں سختی کرتے تھے لوگ ان کی سطوت سے خائف تھے اور لوگوں کو احادیث میں جلد بازی سے منع کرتے تھے اور احادیث پر شہادت کا مطالبہ کرتے تھے یہاں تک کہ احادیث خوب جم گئیں اور سنتیں مشہور ہو گئیں۔

امام بخاری محمد بن جبیر بن مطعم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قریش کے ایک وفد میں حضرت معاویہؓ کے پاس بیٹھے تھے ان کو یہ اطلاع پہنچی کہ عبداللہ بن عمروؓ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا آپؓ یہ سن کر غضبناک ہو گئے خطبہ دیا اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جو نہ تو اللہ کی کتاب میں ہیں اور نہ آپ ﷺ سے منقول ہیں یہ

لوگ نادان ہیں پس ایسی گمراہ کن آرزوؤں سے احتراز کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ یہ امر حکومت قریش میں رہے گا کوئی شخص ان سے دشمنی نہیں کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرادیں گے جب تک قریش دین کو قائم رکھیں۔

یازدھم: بہت سے صحابہ کرامؓ نے ان کی پیروی کی مثلاً حضرت عمرو بن العاصؓ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور معاویہ بن خدیجؓ اور دیگر رضی اللہ عنہم۔

دوازدھم: حضرت عمرؓ نے ان کو شام کا گورنر مقرر کیا باجودیکہ وہ حکام کے صلاح وفساد میں بہت ہی احتیاط وتفتیش فرمایا کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ نے انہیں اسی منصب پر بحال رکھا اس سے معزول نہیں کیا۔

سیزدھم: حضرات فقہاء کرام آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر اعتماد کرتے تھے اور دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح آپؓ کا مذہب بھی ذکر کرتے تھے مثلاً ان کا یہ قول کہ معاذ بن جبل، معاویہ اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور مثلاً ان کا حضرت معاویہؓ سے یہ نقل کرنا کہ معراج ایک رویا صالحہ تھا جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے اور مثلاً ان کا یہ کہنا کہ رکنین یمانین کا استلام، حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے مروی ہے اور حضرت معاویہؓ سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

چھاردھم: حضرت حسن بن علیؓ کا خلافت ان کے سپرد کردینا باوجودیکہ ان کے ساتھ چالیس ہزار آدمی تھے جنہوں نے ان سے موت پر بیعت کررکھی تھی اگر حضرت معاویہؓ خلافت کے اہل نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے مقدس نواسے خلافت کبھی آپ کے سپرد نہ کرتے بلکہ ان سے لڑائی لڑتے جیسا کہ ان کے والد ماجد نے لڑائی لڑی تھی رضی اللہ عنہم وعن اولادہم۔ (اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔)

پانزدھم: آپ رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نہایت ادب سے پیش آتے تھے ان کی خدمت کرتے تھے اور اہل بیت کے فضائل بیان کرتے تھے پس یہ اس

امر کی دلیل ہے کہ وہ اس منازعت ومخاصمت کے باوجود جو مقصد الٰہی پیش آچکی تھی حق کو ترجیح دیتے تھے۔ اور امام احمدؒ نے حضرت معاویہؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ کی زبان اور ہونٹوں کو چومتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس زبان اور لبوں کو کبھی عذاب نہیں دے گا جن کو آپ ﷺ نے چوسا ہے۔

اور شیخ علی قاری ہروی نے شرح مشکوٰۃ میں عبداللہ بن بریدہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسنؓ، حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں آپ کو ایسا عطیہ دوں گا جو نہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا چنانچہ چار لاکھ کا عطیہ دیا جو انہوں نے قبول کر لیا۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا یہ مسئلہ علیؓ سے دریافت کرو کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں اس نے کہا امیر المومنین مجھے آپ کا جواب علیؓ کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا تو نے بہت بری بات کہی تو ایسے آدمی کو ناپسند کرتا ہے جس کی آپ ﷺ علم کی بناء پر عزت کرتے تھے اور جس کے بارے میں یہ فرمایا کہ تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی (علیہما السلام) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور حضرت عمرؓ کو جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو ان سے رائے لیتے تھے۔

یہ حدیث امام احمد کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی روایت کی ہے اور بعض نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اس شخص کو فرمایا "اللہ تعالیٰ تیرے پاؤں کو کھڑا نہ کرے اس کا نام دفتر عطیات سے کاٹ دیا اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ ان سے دریافت کرتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے جب انہیں کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تو فرماتے کہ یہاں علیؓ ہیں؟

امام مستغفری اپنی سند کے ساتھ عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے

ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ چل رہا تھا فرمانے لگے اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی شخص مجھے علی بن ابی طالبؓ سے زیادہ محبوب نہ تھا قبل اس کے جو کچھ میرے اور ان کے درمیان ہوا اور میں جانتا ہوں کہ ان کی اولاد میں ایک شخص خلیفہ ہوگا (حضرت مہدیؒ مراد ہیں) جو اپنے زمانہ کے تمام زمین والوں سے بہتر ہوگا اور اس کا آسمان میں ایک نام ہے جس کے ساتھ ان کو آسمان والے جانتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں غلوں اور پھلوں کی فراوانی ہوگی وہ باطل کو مٹائے گا اور حق کو زندہ کرے گا اور وہ زمانہ نیک لوگوں کا ہوگا وہ اپنا سر بلند کریں گے اور اس کو دیکھیں گے۔

حاکمؒ اور بخاریؒ نے براویت ہشام بن محمد ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسنؓ کا وظیفہ ایک لاکھ سالانہ تھا ایک سال وہ وظیفہ رک گیا آپؓ کو شدید تنگی ہوئی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قلم ودوات منگوائی کہ حضرت معاویہؓ کو خط لکھ کر یاددہانی کراؤں لیکن پھر میں رک گیا۔ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا حسن! کیسے ہو؟ عرض کیا ابا جان خیریت سے ہوں اور وظیفہ میں تاخیر کی شکایت بھی کی فرمایا تم قلم ودوات منگوا کر اپنے جیسی مخلوق کو یاددہانی کا خط لکھنے لگے تھے؟ تو عرض کیا یارسول اللہ تو میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھ

اللهم اقذف في قلبي رجاءک واقطع رجاءی عمن سواک حتی لاارجو احداً غیرک ،اللهم وماضعفت عنه قوتي وقصر عنه عملي ولم تنته اليه رغبتي ولم تبلغه مسالتي ولم يجر على لساني مما اعطيت احدامن الاولين والآخرين من اليقين فخصني به يارب العلمين.

”اے اللہ میرے دل میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے ماسوا کی امیدیں کاٹ دے یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے کچھ امید نہ رکھوں۔ اے اللہ! جس یقین سے میری قوت کمزور ہے جس سے میرا عمل کوتاہ ہے۔ جس کی طرف میری رغبت نہیں پہنچ سکتی نہ

میرا سوال اس کو پہنچ سکتا ہے اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہو سکتا ہے ایسا یقین جو آپ نے اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا فرمایا مجھے اس کے لئے مخصوص کر دے اے رب العالمین''۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے ابھی ایک ہفتہ بھی یہ دعا نہیں کی تھی کہ حضرت معاویہؓ کی طرف سے پندرہ لاکھ کا عطیہ موصول ہوا میں نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جو اپنی یاد کرنے والے کو نہیں بھولتا اور اپنے سے مانگنے والے کو نامراد نہیں رکھتا۔ مجھے خواب میں دوبارہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا حسن! کیسے ہو؟ عرض کیا الحمد للہ خیریت سے ہوں اور اپنا قصہ عرض کیا فرمایا بیٹا! جو شخص خالق سے امید وابستہ کرے اور مخلوق سے امید نہ رکھے اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ ہوتا ہے۔

محمد بن محمود الآھلی نے ''نفائس الفنون'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس حضرت علیؓ کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا اللہ کی قسم! علیؓ شیر کی مانند تھے جب پکارتے تھے اور جب ظاہر ہوتے تو بدر کامل کی مانند ظاہر ہوتے اور جب بخشش کرتے تو باران رحمت کی مانند ہوتے حاضرین میں سے کسی نے کہا آپ افضل ہیں یا علیؓ فرمایا علیؓ کی چند خطوط بھی ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں عرض کیا گیا آپؓ ان سے جنگ کیوں کی؟ فرمایا حکومت وسلطنت بے خیر چیزیں ہیں پھر فرمایا جو شخص حضرت علیؓ کی مدح میں ان کی شان کے مطابق اشعار کہے تو میں اسے ہر اشعار پر ہزار دینار انعام دوں گا۔ حاضرین شعر کہنے لگے ہر شعر کو سن کر حضرت معاویہؓ فرماتے جاتے علیؓ اس سے افضل ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے بھی چند اشعار پڑھے یہاں تک کہ وہ اس شعر پر پہنچے۔

ھو النبأ العظیم وفلک نوح
وباب اللّٰہ وانقطع الخطاب

''وہ نبأ عظیم ہیں،نوں کی کشتی ہیں اللہ کا دروازہ ہیں،اور خطاب منقطع ہو چکا''۔

حضرت معاویہؓ نے ان اشعار کو پسند کیا اور انہیں سات ہزار دینار عطا کئے۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ضرارہ بن حمزہ سے کہا میرے سامنے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرو انہوں نے کہا مجھے معاف کر دیجئے فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس پر وہ کہنے لگے کہ۔ حضرت علیؓ کا منتہائے غایت نہایت امید تھا قویٰ مضبوط تھے،قول فیصل کہتے تھے،عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے،علم ان کے چاروں اطراف سے پھوٹتا تھا،حکمت ان کی زبان پر جاری ہوتی تھی،دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے تھے،رات کی تنہائی ان کے لئے موجب انس تھی۔ آنکھوں سے بکثرت آنسو جاری رہتے تھے،دیر تک سوچ میں رہتے تھے،معمولی قسم کا چھوٹا موٹا لباس اور روکھا سوکھا کھانا ان کو پسند تھا،ہمارے درمیان ایک عام فرد کی حیثیت سے رہتے تھے،جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے،جب ہم انہیں بلاتے تشریف لاتے،اللہ کی قسم باوجود ہمارے قریب رہنے کے ہم پر ان کی ہیبت اتنی تھی کہ ہم ان سے بات نہیں کر سکتے تھے۔اہل دین کی تعظیم کرتے،مساکین کو قریب کرتے،طاقتور اپنے باطل کی حمایت کے لئے ان کی حمایت کی توقع نہیں رکھتا تھا،کمزور ان کے عدل سے ناامید نہیں ہوتا تھا،میں نے ان کو بعض موقعوں پر دیکھا جب کہ رات نے اپنے پردے ڈالے ہوتے تھے،اور ستارے ڈوب چکے ہوتے تھے وہ اپنی ریش مبارک پکڑے ہوئے مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے اور غمزدہ کی طرح رو رہے تھے،اور فرما رہے تھے اے دنیا! جا کسی اور کو دھوکا دے تو میری طرف اشتیاق ظاہر کرتی ہے؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا میں نے تجھے تین مغلظہ طلاقیں دے رکھی ہیں رجوع کی کوئی گنجائش نہیں تیری عمر بہت کم ہے اور تیرے خطرات بہت زیادہ ہیں آہ! آہ توشہ کم،سفر بعید اور راستہ وحشت ناک ہے۔

یہ اوصاف سن کر حضرت معاویہؓ رو پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابوالحسنؓ پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم وہ واقعی ایسے ہی تھے۔

شانزدہم :ایک شخص خلیفہ راشد حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاں آیا اور اس نے یزید کو امیر المومنین کہا تو آپؒ نے اس کو کوڑے لگوائے ایک اور شخص نے حضرت معاویہؓ کی بدگوئی کی آپؒ نے اس کے بھی کوڑے لگوائے۔

ھفدہم :ابن عساکرؒ نے بسند ضعیف حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ کے پاس حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے آپ ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا تم علیؓ سے محبت رکھتے ہو؟ حضرت معاویہؓ نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تمہارے درمیان آویزش ہوگی۔ حضرت معاویہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی عفو اور قضا پر راضی رہیں فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کی قضاء پر راضی ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

ولو شاء اللّٰه ماقتتلوا ولكن اللّٰه يفعل مايريد

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ تعالیٰ کرتے ہیں جو چاہتے ہیں۔''

ھیزدہم : حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے۔''

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے اور اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

نوزدہم :آپ ﷺ کا ارشاد ہے سب سے پہلے جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔

اس کو رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔

ابوعلی نے بسند ضعیف حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ میری امت کا معاملہ انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں جو شخص رخنہ ڈالے گا وہ بنوامیہ کا ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ (غالباً ابوعلی کی جگہ ''ابویعلیٰ'' کا لفظ ہے مترجم)

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے سنت کی مخالفت نہیں کی۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ کی پناہ مانگو ستر کے سرے سے اور لونڈوں کی حکومت سے۔ (مسند احمد)

۷۰ سے یا تو تاریخ ہجری مراد ہے یا وفات شریفہ کے ستر سال بعد مراد ہے اور اس سے مراد یزید اور حکم اموی کی اولاد کی امارت ہے۔

عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یزید کو دیکھا کہ معاویہ اس کو اٹھائے ہوئے ہیں تو فرمایا جنتی نے جہنمی کو اٹھایا ہوا ہے مگر یہ فقط افسانہ ہی ہے اس لئے کہ یزید کی ولادت حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ہوئی ہے جیسا کہ ابن اثیر نے الجامع میں ذکر کیا ہے۔

بستم : حضرت معاویہؓ کی وفات کا قصہ

مؤلف مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ ان کی وفات رجب میں دمشق میں ہوئی اس وقت سن مبارک ۷۸ برس تھا آخری عمر میں آپ کو لقوہ ہوگیا تھا اور وہ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں قریش کے ایک عام فرد کی حیثیت سے ذی طویٰ (بستی) میں رہا کرتا اور اس حکومت وسلطنت کو دیکھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

ان کے پاس آپ ﷺ کی ایک تہبند، ایک چادر، ایک کرتا، اور کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے آپ ﷺ کی قمیض میں کفن دینا

اور آپ کی چادر میں لپیٹ دینا اور میرے ناک کے نتھوں، سجدہ کے اعضاء اور میری بانہوں میں آپ ﷺ کے ناخن مبارک اور موئے مبارک دینا پھر مجھے ارحم الراحمین کے حوالے کر دینا۔

بست و یکم: امام الائمہ امام مالک ابن انس کا ارشاد ہے کہ جو شخص اصحاب النبیؐ میں سے کسی کو (خصوصاً ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ یا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں بدگوئی کرے تو اگر وہ یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہی یا کفر پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر وہ اس کے علاوہ ان کی کوئی برائی کرتا ہے تو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔

(صواعق محرقہ)

فصل: صلح کا ذکر یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے

حضرت ابوبکرۃ الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ منبر پر تشریف فرما ہیں آپ ﷺ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں آپؐ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا سید (سردار) ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ سے ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے حضرت حسنؓ کا بچپن تھا وہ آتے اور جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو وہ آپ ﷺ کے گردن اور پشت پر بیٹھ جاتے آپ ﷺ آہستہ سے سر اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اتار دیتے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس بچے کو ایسا پیار کرتے ہیں کہ ایسا کسی اور سے کرتے ہوئے نہیں دیکھا فرمایا یہ دنیا میں میرا پھول ہے، میرا یہ بیٹا سید ہے، اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادیں گے۔

یہ ابن ابی حاکم کی روایت ہے اور امام احمد کی روایت بھی اس کے قریب قریب ہے۔ اور جامع الاصول میں حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! حضرت حسن بن علیؓ حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں پہاڑوں جیسے لشکر لے کر گئے تو عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ میں ایسے لشکر کو دیکھ رہا ہوں جو کبھی پشت نہیں پھیریں گے یہاں تک کہ اپنے برابر کے لوگوں کو قتل نہ کردیں پس حضرت معاویہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! وہ دونوں میں سے بہتر تھے۔

اے عمرو! اگر یہ ان کو اور وہ ان کو قتل کر ڈالیں تو مسلمانوں کے کاموں کے لئے کون رہ جائے گا؟ ان کی عورتوں کا کفیل کون ہوگا؟ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا سرپرست کون رہے گا؟ پس حضرت معاویہؓ نے قریش کے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ اور عبداللہ بن عامرؓ حضرت حسنؓ کے پاس بھیجے، یہ دونوں آپؓ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست کی۔

حضرت حسنؓ نے ان سے فرمایا کہ ہم بنو عبدالمطلب نے اس مال میں سے کچھ حاصل کرلیا ہے اور یہ امت ایک دوسرے کی خونریزی میں شامل ہوگئی چنانچہ آپؓ نے صلح کرلی۔

ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں "ذخائر" سے نقل کیا ہے کہ ابو عمرو کہتے ہیں جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی یہ سب اس سے پہلے ان کے والد ماجدؓ سے موت پر بیعت کرچکے تھے اور حضرت حسنؓ کے ان کے والد ماجدؓ سے زیادہ مطیع تھے اور ان کو زیادہ چاہتے تھے پس حضرت حسنؓ سات مہینے تک عراق اور خراسان کے علاقہ ماوراالنہر کے خلیفہ رہے پھر جب حضرت معاویہؓ کی طرف رخ کیا اور حضرت معاویہؓ ان کی طرف چلے جب دونوں جماعتیں ہموار میدان میں باہم صف آرا نظر آئیں تو آپؓ نے محسوس کیا کہ ان

میں سے کوئی جماعت کسی دوسری پر غالب نہیں آسکتی یہاں تک کہ دوسری کی اکثریت موت کے گھاٹ نہ اتر جائے۔

چنانچہ آپؓ نے حضرت معاویہؓ کے نام خط لکھا کہ وہ امر خلافت ان کے سپرد کردینے کے لئے تیار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ اہل مدینہ، اہل حجاز اور اہل عراق میں سے کسی شخص سے ان امور میں باز پرس نہیں کریں گے جو ان کے والد ماجد کے زمانہ میں ہو چکے تھے۔

حضرت معاویہؓ نے جواب میں لکھا کہ دس آدمیوں کے سوا باقی سب کے حق میں یہ شرط منظور ہے ان دس آدمیوں کو امن نہیں دوں گا۔

حضرت حسنؓ نے ان کے بارے میں دوبارہ خط لکھا انہوں نے جواب لکھا کہ یہ شرط سب کے حق میں منظور ہے مگر قیس کے حق میں نہیں کیونکہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ قیس بن سعد مجھے مل جائے تو میں اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت حسنؓ نے پھر لکھا (اگر آپ غیر مشروط طور پر سب کو معافی دینے کا عہد نہیں کرتے تو) میں آپؓ سے بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت معاویہؓ نے ان کی خدمت میں ایک سفید کاغذ بھیج دیا کہ آپ اس پر جو چاہیں لکھ دیں میں اس کی پابندی کروں گا۔

چنانچہ دونوں کی صلح ہوگئی۔ حضرت حسنؓ نے یہ شرط رکھی کہ حضرت معاویہؓ کے بعد امر خلافت ان کے سپرد ہوگا۔ حضرت معاویہؓ نے سب کچھ منظور کرلیا۔

عارف محقق محمد بن محمد الحافظی البخاری۔ المعروف بہ خواجہ محمد پارسا جو اہل بیت کی محبت میں بڑھے ہوئے تھے ان کی کتاب ''فصل الخطاب'' میں ہے کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ نے امر خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کردیا تو اس سال کا نام ''سال جماعت'' رکھا گیا اور حضرت حسنؓ کو ایک شیعہ نے کہا یا مذل المومنین تو

آپؓ نے فرمایا بلکہ میں مومنین کی عزت افزائی کرنے والا ہوں۔ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ معاویہؓ کی حکومت کو ناگوار نہ سمجھو کیونکہ میرے بعد اس امر خلافت کے متولی وہی ہوں گے اور اگر تم نے ان کو بھی کھودیا تو تم سروں کو اندرائن کی طرح کندھوں سے گرتے ہوئے دیکھو گے۔

حضرت معاویہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا معاویہ! اگر امر خلافت تمہارے سپرد ہو تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو مجھے ہمیشہ یہ خیال رہا کہ میں اس میں ضرور مبتلا ہوں گا یہاں تک کہ مبتلا ہو کر رہا۔

نکتہ : جب تم آپ ﷺ کے ارشاد میں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتیں کے لفظ پر غور کرو گے تو نظر آئے گا کہ حدیث نبوی کی رو سے یہ دونوں جماعتیں بڑی مکرم و معظم ہیں۔

فصل : حضرت معاویہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات

جاننا چاہئے کہ ہم حضرت معاویہؓ یا کسی اور صحابی کے بارے میں عصمت کا دعویٰ نہیں کرتے۔ عصمت ملائکہ و انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے جیسا کہ علم الکلام میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے باوجود انبیاء علیہم السلام سے بہت سی باتیں سہواً یا بطور بشریت صادر ہوئی ہیں انہیں لغزش کہا جاتا ہے مگر اس کا نام ''ترک افضل'' لکھنا ہے اور اگر کسی صحابیؓ سے کوئی بات صادر ہو جو ان کے مقام و مرتبہ کے لائق نہیں تو یہ بعید از امکان نہیں اور جب صحابہ کرامؓ کے درمیان مشاجرات ہوئے تو ان کی آپس میں جنگیں بھی ہوئیں، سخت کلامی بھی ہوئی اور ایسے امور بھی سرزد ہوئے ہیں جن میں تامل و غور کرنے والے کو توحش ہوتا ہے۔

لیکن ہمارا اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسے امور میں حتی الوسع تاویل کی جائے اور جہاں تاویل ممکن نہ ہو وہاں روایت کا رد کر دینا واجب ہے اور سکوت

وخاموشی اختیار کرنا اور طعن سے گریز کرنا لازم ہے کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اکابر سے مغفرت اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ آگ ان کو نہیں چھوئے گی اور جو شخص ان پر زبان طعن دراز کرے اس کے حق میں سخت وعید آئی ہے پس تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حسن ظن اور ادب واحترام بجالانا ہر مسلمان پر لازم ہے سلف صالحین، محدثین، اور اصولیین کا یہی مذہب ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اسی پر ثابت قدم رکھے۔ اور اکثر لوگ حضرت معاویہؓ پر نکتہ چینی کرتے ہیں شاید اس میں یہ حکمت ہے کہ ان سے کوئی چیز صادر ہوئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ رہتی دنیا تک ان کے اعمال صالحہ کا سلسلہ جاری رہے (کیونکہ جو لوگ برائی کرتے ہیں وہ غیبت وبہتان کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی پاداش میں ان کی نیکیاں حضرت معاویہؓ کو ملتی ہیں اس لئے یہ لوگ حضرت معاویہؓ پر تنقید نہیں کرتے بلکہ درحقیقت نیکیوں کا تحفہ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

پہلا اعتراض

بعض محدثین جن میں مجدالدین شیرازی صاحب سفر السعادۃ بھی شامل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اسی طرح امام بخاریؒ نے ابن ابی ملیکہ کی حدیث پر "باب ذکر معاویہ" کا عنوان قائم کیا ہے دوسرے صحابہ کی طرح مناقب یا فضل کا عنوان نہیں رکھا۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے دو حدیثیں گزر چکی ہیں ایک مسند احمد اور دوسری سنن ترمذی کی پس اگر عدم صحت سے مراد عدم ثبوت ہے تو یہ قول مردود ہے اور اگر صحت سے صحت مصطلحہ عند المحدثین ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا دائرہ تنگ

ہے۔ (بوجہ شرائط حدیث)

احادیث صحیحہ کی قلت کی وجہ سے بیشتر احکام وفضائل احادیث حسان ہی سے ثابت ہیں۔

اور مسند کی اور سنن کی حدیث درجہ حسن سے کم تر نہیں اور فن حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر بھی عمل جائز ہے۔ حدیث حسن کی تو کیا بات ہے اور میں نے (علامہ پرھارویؒ) کسی معتبر کتاب میں امام مجد الدین ابن اثیر کا قول دیکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں مسند احمد کی حدیث صحیح ہے مگر اس وقت وہ کتاب ذہن میں نہیں رہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''شرح سفر السعادۃ'' میں انصاف نہیں کیا کیونکہ انہوں نے مصنفؒ کے اس فقرہ پر تعصب نہیں کیا جیسا کہ اس کے دوسرے تعصبات پر تعصب کیا ہے۔

امام بخاریؒ کے طرز عمل کا جواب یہ ہے کہ یہ تفنن فی الکلام ہے چنانچہ انہوں نے اسامہ بن زید، عبداللہ بن سلام، جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل جلیلہ ''ذکر فلاں'' کے عنوان ہی سے ذکر کئے ہیں۔

دوسرا اعتراض

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا آپ ﷺ نے (ازراہ تلطف) میرے کندھوں کے درمیان مکہ رسید کیا اور فرمایا جاؤ! معاویہؓ کو میرے پاس بلا لاؤ میں گیا اور واپس آ کر عرض کیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں پھر فرمایا ''جاؤ'' میں گیا اور واپس آ کر عرض کیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

جواب

تحقیق یہ ہے کہ یہ کلمہ عادت عرب کے طور پر ہے مثلاً کہا جاتا ہے ''قاتلہ اللہ

ماأکرمہ" (اللہ تعالیٰ اسے برباد کرے/ بددعا) اور "ویل امہ وابیہ ماأجودہ" اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے اور اگر تسلیم کرلیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو رحمت وقربت بنادینگے جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے۔ صحیح مسلم میں ایک باب کا عنوان ہے۔

"اس بیان میں کہ جس شخص کو آپ ﷺ نے لعنت کی ہو یا سخت کلمہ کہا ہو یا بددعا دی ہو اور وہ اس کا اہل نہ ہو تو یہ اس کے لئے پاکیزگی، اجر اور رحمت ہے۔"

اور اس باب میں مذکورہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔

نیز اسی باب میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے کیا شرط کر رکھی ہے؟

میں نے دعا کی ہے کہ اے اللہ! میں بشر ہی تو ہوں پس جس شخص کو میں نے لعنت کی ہو یا اسے سخت لفظ کہا ہو تو آپ اس کو اس شخص کے لئے پاکیزگی اور رحمت بنادیجئے۔

نیز حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے دعا کی! اے اللہ میں آپ کے پاس سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں پس جس مسلمان کو میں نے ایذاء دی ہو، گالی دی ہو، لعنت کی ہو، مارا ہو تو آپ اس کو اس شخص کے لئے رحمت، پاکیزگی اور قربت بنادیجئے اس کے ذریعہ آپ قیامت کے دن اس شخص کو اپنا قرب عطا فرمائیں۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "اے اللہ! محمد (ﷺ) بھی ایک بشر ہے اسے بھی غصہ آجاتا ہے، جس طرح کہ دوسرے انسانوں کو غصہ آجاتا ہے۔"

نیز حضرت انسؓ کی حدیث ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے یہ شرط عائد کر رکھی ہے میں نے کہا ہے کہ میں ایک بشر ہی ہوں، خوش بھی ہوتا ہوں جسطرح اور انسان خوش ہوتے ہیں اور غصہ بھی ہوتا ہوں جس طرح اور انسان غصہ ہوتے ہیں پس اپنی امت کے جس شخص پر میں نے ایسی بددعا کی ہو جس کا وہ مستحق نہ ہو تو میری درخواست یہ ہے کہ آپ اس بددعا کو اس کے لئے طہارت، پاکیزگی، اور

قربت ورحمت کا ذریعہ بنادیں کہ اس کے ذریعہ آپ اسے قیامت تک اپنا قرب عطا فرماتے رہیں۔"

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں یہ معاملہ کیا پس وہ زمین کے مالک ہوئے اور انتہائی کمال درجہ کے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تیسرا اعتراض

امام ترمذیؒ نے یوسف بن سعید سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسن بن علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر (حضرت حسنؓ سے) کہا کہ آپ نے مومنوں کا منہ کالا کردیا یا یہ کہا کہ مومنوں کا منہ کالا کرنے والے۔

آپؓ نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے مجھے اس پر ملامت نہ کرو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر بیٹھا دیکھا تو آپ کو اس سے ناگواری ہوئی اس پر "انا اعطینک الکوثر" نازل ہوئی یعنی نہر جنت میں۔

نیز "انا انزلناہ فی لیۃ القدر"......خیر من الف شھر" تک نازل ہوئی، اے محمد! بنو امیہ آپ کے بعد ایک ہزار مہینے تک حکمران ہوں گے۔

قاسم بن فضل کہتے ہیں کہ ہم نے بنو امیہ کی حکومت کی مدت کا حساب لگایا تو پورے ہزار مہینے نکلا نہ کم نہ زیادہ۔

امام ابن اثیر "الجامع" میں فرماتے ہیں کہ ان کی حکومت ۸۳ سال ۴ مہینے رہی۔ آپ ﷺ کی وفات کے پورے تیس سال بعد حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کی اور ان کی حکومت ابو مسلم خراسانی کے ہاتھوں ختم ہوئی۔ پس یہ کل مدت ۹۲ سال ہوئی اس میں سے ابن زبیرؓ کی مدت خلافت آٹھ سال آٹھ مہینے نکال دیئے جائیں تو پورے ہزار مہینے باقی رہ جاتے ہیں۔

اور حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا وصال ہوا اس حال

میں کہ آپ ﷺ تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ بنو ثقیف، بنو امیہ، اور بنو حنیفہ۔

جواب

مقصود مطلقاً بنو امیہ کی مذمت نہیں کیونکہ انہی میں حضرت عثمانؓ اور خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ بھی تھے اور یہ دونوں باجماع اہل سنت امام ہدایت تھے۔

آپ ﷺ کو جس چیز سے ناگواری ہوئی یہ وہ تھی جو یزید بن معاویہ، عبیداللہ بن زیاد اور اولاد مروان سے صادر ہوئی یعنی سنت کی مخالفت اور عترت مطہرہ کو تکلیف دینا۔

حضرت حسنؓ کا مقصود یہ تھا کہ امر خلافت کا بنوامیہ کی طرف منتقل ہونا نوشتہ تقدیر ہے اور یہ کہ اہل بیت نبوت کے لئے وہ نعمتیں بہتر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے لئے تیار ہیں۔

چوتھا اعتراض

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ ابن ابی سفیانؓ، حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ابوتراب (حضرت علیؓ) کو برا بھلا کہنے سے آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے تین باتیں یاد ہیں جو آپ ﷺ نے ان کے حق میں فرمائی ہیں میں کبھی ان کی برائی نہیں کرسکتا۔ ایک تو یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی (علیہما السلام) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری یہ کہ آپ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور رسول کو اس سے محبت ہے۔

تیسرے یہ کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملایا اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؓ کی بدگوئی کرنا کھلی غلطی ہے۔

جواب

شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ اس کی تاویل واجب ہے یا تو یہ کہ سب (بدگوئی) سے ان کے اجتہاد کی غلطی اور ہمارے اجتہاد کی درستگی کا اظہار مراد ہے۔
اور یا یہ کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ حضرت علیؓ کی بدگوئی کرتے ہیں اس لئے انہوں نے چاہا کہ حضرت سعدؓ کی زبان سے حضرت علیؓ کی فضیلت کا اظہار کرا کر انہیں اس فعل سے باز رکھیں۔ یا یہ تاویل کی جائے گی کہ اس میں حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ سبب مانع کو دریافت کیا گیا ہے اور حضرت علیؓ کو "ابوتراب" کی کنیت سے یاد کرنا کوئی طعن نہیں کیونکہ یہ تو حضرت علیؓ کی محبوب ترین کنیت تھی۔

پانچواں اعتراض

ان کے زمانہ میں اوران سے بدعات کا اظہار ہوا چنانچہ شرح وقایہ میں ہے کہ:
"دوقسم کا مدعی پر رد کرنا بدعت ہے اور سب سے پہلے اس کے مطابق فیصلہ حضرت معاویہؓ نے کیا اور سیوطیؒ کہتے ہیں انہوں نے سب سے پہلے خصی لوگوں کو خادم بنایا اور سب سے پہلے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا۔"

جواب

وہ حضرت ابن عباسؓ کی شہادت کے مطابق مجتہد تھے اور خطاء وصواب کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور انہوں نے اپنے بیٹے کو اہل بیت سے حسن سلوک کی وصیت کی تھی مگر اس نے پوری نہیں کی اور اگر حسن بن علیؓ حیات ہوتے تو معاہدہ کے مطابق خلافت ان کے سپرد کردیتے۔

چھٹا اعتراض

انہوں نے حضرت حسن بن علیؓ کو زہر دلایا۔

جواب

یہ بہتان عظیم ہے اور یہ مؤرخین کی وہ خرافات ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ساتواں اعتراض

جو تفتازانی نے شرح تلخیص میں ذکر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ بیمار تھے، حضرت حسنؓ عیادت کے لئے تشریف لائے بیٹھے تو حضرت حسنؓ کے سامنے انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

"اور بدخواہوں کے سامنے میرا اظہار بہادری اس مقصد کے لئے ہے کہ میں زمانہ کے حوادث کے سامنے جھکنے والا نہیں ہوں"۔

"اور جب موت اپنے پنجے گاڑ لیتی ہے تو تم کسی تعویذ کو کارگر نہیں پاؤ گے۔"

جواب

یہ روایت صحیح نہیں اور بر تقدیر تسلیم اس میں تصریح نہیں کہ انہوں نے حضرت حسنؓ کو مراد لیا تھا۔

آٹھواں اعتراض

وہ حضرت حسنؓ کی وفات پر خوش ہوئے اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ اسی دن حضرت ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا آپ کے اہل بیت میں عظیم سانحہ رونما ہوا ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے خبر نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ کو خوش دیکھتا ہوں۔"

جواب

مؤرخین حاطب لیل ہیں (یعنی واقعات میں رطب ویابس بیان کرنے والے لہذا ان کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں) اور بر تقدیر تسلیم ہوسکتا ہے کہ ان کا خوش ہونا کسی اور وجہ

سے ہو۔

نواں اعتراض

"آپ ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا کہ تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔" (مسلم)

جواب

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ جن حضرات نے حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا ان کا خروج امام برحق کے خلاف تھا مگر یہ بغاوت اجتہاد پر مبنی تھی جو معاف ہے اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ اس حدیث کی یہ تاویل کیا کرتے تھے کہ ہم خون عثمان کا مطالبہ کرنے والے ہیں (باغیہ کے معنی طالبہ (طلب کرنے والے)

دسواں اعتراض

حضرت علیؓ کا قول جنگ صفین کے موقع پر" قاضی میبذی شرح دیوان علی میں کہتے ہیں کہ ابتر سے مراد معاویہ ہیں اور اس کی تائید میں انہوں نے وہ روایت نقل کی ہے جو سورہ کوثر کے شان نزول میں وارد ہوئی ہے۔"

جواب

حضرت علیؓ کی طرف دیوان کی نسبت شیعہ سند سے ہے جو وضع تحریف میں مشہور ہے اس لئے یہ نسبت صحیح نہیں اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ شارح نے جو کچھ ذکر کیا ہے صاحب دیوان کی مراد بھی وہی ہے۔ پس اس میں کوئی دلیل نہیں کہ دوسرے کو قاضی شارح جیسے لوگوں کو بھی ان کا سبّ (بدگوئی) جائز ہے کیونکہ بطور تعزیر خلیفہ کسی شخص کو شتم کر سکتا ہے جبکہ دوسروں کو جائز نہیں ہوتا۔

اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ان اکابر کے درمیان طعن بالسنان (تلوار) کی

نوبت آئی ہے تو طعن باللسان تو اس سے ہلکی چیز ہے مگر یہ دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ دو بھائی آپس میں گالم گلوچ کرلیں تو کسی اجنبی کے لئے ان میں سے کسی کو گالی دینا جائز نہیں ہوجاتا اور اسی سے بہت سے مطاعن کا جواب نکل آتا ہے۔

منجملہ ان کے کشاف (تفسیر قرآن) میں زمخشری عفااللہ عنہ کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت نے کہا

ہاں! معاویہ بن حرب کو میری بات پہنچادو جو ہم پر ظلم کرنے والوں کا امیر ہے۔''

علاوہ ازیں یہی معلوم نہیں کہ یہ شعر ثابت بھی ہے یا محض موضوع اور من گھڑت ہے اور زمخشری نے اپنی تفسیر میں ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن کے باطل محض ہونے میں کوئی شک نہیں، اور اعتزال اور رفض ایک ہی وادی سے ہیں۔

منجملہ ان کے ایک وہ ہے جو صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن نے عبدرب کعبہ سے نقل کیا ہے۔ یہ ایک طویل کلام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو کعبہ کے سائے میں آپ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جس میں یہ مضمون بھی تھا کہ جو شخص امام پر خروج کرے اسے قتل کردو۔ عبدالرحمٰن نے یہ حدیث سن کر عبداللہ بن عمروؓ سے کہا یہ تیرا چچازاد معاویہ حکم کرتا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں۔ عبداللہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس کی فرمانبرداری کر اور گناہ کے کام میں اس کی فرمانبرداری نہ کر۔

سائل کا مقصود حضرت معاویہؓ کی اجتہادی غلطی کو بتانا تھا جو حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ان کے جنگ کرنے اور اس پر اموال خرچ کرنے کی صورت میں ظاہر ہوئی (گویا سائل اپنے اجتہاد کے مطابق ان کے اجتہاد کو غلط، اکل بالباطل اور قتل النفس سے تعبیر کررہا ہے) سائل کا یہ اجتہاد اپنی جگہ صحیح بھی ہو تب بھی حضرت معاویہؓ اپنے اجتہاد پر عمل

کرنے کے مکلّف تھے اور وہ اس سلسلہ میں معذور بلکہ ماجور (اجر کے مستحق) تھے۔

گیارہواں اعتراض

بہت سے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ اہل شام نے محدث جلیل ابوعبدالرحمٰن احمد نسائیؒ سے مطالبہ کیا کہ انہیں حضرت معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث سنائیں۔ تو انہوں نے کہا "لا اشبع اللّٰہ بطنہ" کے سوا مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں اور ایک روایت ہے کہ کیا معاویہؓ اس پر راضی نہیں کہ برابر سرابر چھوٹ جائیں وہ فضیلت ڈھونڈتے ہیں اہل شام نے ان کو مارا (امام نسائی کو) حتی کہ وہ بیمار پڑ گئے اور اسی سے ان کی موت واقع ہوئی۔

جواب

اہل شام کا مطالبہ یہ تھا کہ حضرت معاویہؓ کی حضرت علیؓ پر فضیلت ثابت کریں اس لئے وہ ان کے سوء ادب پر ناراض ہو گئے اور یہاں تک تو انہوں نے ٹھیک کیا مگر وہ حد سے نکل گئے اور ایسی بات کی جس سے صحابی پر طعن کا وہم ہوتا ہے خیر آدمی کبھی غلطی کر جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امام نسائیؒ نے حضرت معاویہؓ کی مدح ہی کا ارادہ کیا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے "لا اشبع اللّٰہ بطنہ" کا فقرہ حضرت معاویہؓ کے حق میں پاکیزگی واجر اور رحمت کا موجب ہے مگر اہل شام ان کا مطلب نہیں سمجھے یا انہوں نے اسی بات پر نکیر کی کہ حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ پر ترجیح کیوں نہ دی اس لئے انہوں نے جہالت کی بناء پر آپ کو مارا۔

بارہواں اعتراض

بہت سی صحیح اور حسن حدیثوں میں ان لوگوں کے حق میں وعید شدید آئی ہے جو حضرت علیؓ سے بغض رکھیں یا آپ سے لڑائی لڑیں۔

جواب

حضرت علیؓ سے لڑائی تو ایسے لوگوں کی بھی ہوئی تو قطعی جنتی ہیں جیسے حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم لہذا احادیث وعید کو غیر صحابہ پر محمول کرنا واجب ہے جیسے حروری یا یوں کہا جائے کہ یہ حدیث ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو متعصب ہوں مجتہد نہ ہوں۔

تیرہواں اعتراض

تیس سال والی حدیث

چنانچہ حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر سلطنت ہوگی۔ حضرت سفینہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت ۲ سال، حضرت عمرؓ کی دس سال، حضرت عثمانؓ کی بارہ سال اور حضرت علیؓ کی چھ سال۔ گن لو (یہ پورے تیس سال ہوئے) یہ روایت احمد، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی ہے۔

اور احمد، ترمذی، ابویعلیٰ اور ابن حبان کی ایک روایت میں ہے کہ خلافت میرے بعد میری امت میں تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد سلطنت ہے۔

نیز بخاری نے تاریخ میں حاکمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں ہوگی۔

جواب

تیس سال بعد مطلق خلافت کی نفی مراد نہیں کیونکہ بارہ خلفاء کی حدیث صحیح ثابت ہے بلکہ اس سے وہ خلافت کاملہ مراد ہے جس میں مخالفت سنت کا شائبہ تک نہ ہو اور بلا تخلل انقطاع جاری ہے اور ہمیں اعتراف ہے کہ حضرت معاویہؓ ہر چند کہ عالم، پرہیز گار اور عادل و مصنف تھے مگر وہ علم و ورع اور عدل میں خلفاء اربعہ سے کم تھے جیسا کہ اولیاء کے درمیان تفاوت نظر آتا ہے بلکہ ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان بھی۔

حضرت معاویہؓ کی امارت اگر چہ باجماع صحابہؓ اور حضرت حسنؓ کی خلافت ان کے سپرد کردینے کی بناء پر صحیح ہے مگر وہ ان کے پیشرو حضرات کی خلافت کے منہاج پر نہیں تھی۔

کیونکہ انہوں نے مباحات میں توسع کیا جس سے خلفاء اربعہ محترز رہتے تھے نیک لوگوں کی حسنات بھی مقربین کی سیئات شمار ہوتی ہیں اور شاید ان کا مباحات میں توسع (گنجائش) اختیار کرنا ابنائے زمانہ (زمانہ کی چال چلنے والے) کے قصور ہمت کی بناء پر تھا اگر چہ خود ان کی ذات میں یہ چیز نہیں تھی جیسا کہ معلوم ہو چکا باقی خلفاء اربعہ کا عبادات و معاملات میں رجحان بالکل ظاہر ہے جس میں کوئی خفا نہیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو محمد ہے اور آپ حضرت معاویہؓ کے وزیر و مشیر تھے۔

امام ترمذیؒ، عقبہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور لوگ تو اسلام لائے ہیں مگر عمرو بن العاص ایمان لائے ہیں۔

ترمذیؒ کہتے ہیں کہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قریش فتح مکہ کے دن ہیبت کی وجہ سے اسلام لائے مگر حضرت عمرو بن العاصؓ فتح مکہ سے ایک دو سال پہلے برضا و رغبت ایمان لائے۔

ابن الملک کہتے ہیں کہ ان کے دل میں اسلام حبشہ میں راسخ ہو گیا تھا جبکہ نجاشی نے آپ ﷺ کی نبوت کا اعتراف کیا تھا اس لئے بغیر کسی کی دعوت کے بہ حالت ایمان آپ ﷺ کی طرف، چلے مدینہ پہنچے اور ایمان لائے (اظہار کیا)۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاصؓ، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم صفر ۸ھ میں ہجرت کر کے مدینہ آئے ان سے مندرجہ ذیل حضرات حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ، ان کے مولیٰ ابو قیس، قیس ابن ابی

حازم، ابوعثمان النہدی، قبیصہ بن ذویب، ابومرہ مولیٰ عقیل، عبدالرحمٰن بن شماسہ، عروہ بن زبیر اور دیگر حضرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

آپ ﷺ نے ان کو غزوہ ذات السلاسل میں امیر لشکر مقرر فرمایا، ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امارت کا جھنڈا ان کے سپرد کیا جبکہ لشکر میں حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ بھی موجود تھے۔ اس سے مقصود ان کو مانوس کرنا اور ان کی وحشت کا ازالہ تھا کیونکہ یہ قبل از اسلام مسلمانوں سے شدید عداوت رکھتے تھے۔

تاریخ ذہبی میں ہے کہ حماد بن سلمہ انہی کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاص کے دو بیٹے مومن ہیں عمرو اور ہشام۔

اور عبدالجبار بن ورد ابن ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت طلحہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبداللہ کے باپ اور ان کی ماں کا گھر بہت ہی خوب گھر ہے۔

صحیح مسلم میں ابوشماسہ المہدی سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرو بن العا ؓ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب کہ وہ موت کے چل چلاؤ ٭ تھے۔ بہت دیر تک روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا ان کے صاحبزادے ان کو تسلی دلانے کے لئے کہہ رہے تھے ابا جان کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں خوشخبری نہیں دی تھی؟ فرمایا ہم تو توحید و رسالت کو سب سے اہم چیز سمجھتے ہیں۔ میں تین ادوار سے گذرا ہوں (ایک دور قبل از اسلام کا تھا)

میں نے اپنی یہ حالت دیکھی کہ اپنے سے زیادہ کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنے والا نہیں پاتا تھا اور نہ مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب تھی کہ کسی طرح آپ ﷺ پر قابو پالوں تو آپ کو نعوذ باللہ! قتل کر ڈالوں اگر خدانخواستہ میں اسی حال میں مرجاتا تو سیدھا دوزخ میں جاتا۔ پھر دوسرا (دور) آیا جب اللہ تعالیٰ نے اسلام میرے دل میں

ڈالا تو میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اس میں نے (آپ ﷺ) سے عرض کیا ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے ہاتھ کھینچ لیا آپ نے فرمایا عمروؓ! کیا بات ہوئی؟ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پہلے کے سارے گناہوں کو منہدم کردیتا ہے اور ہجرت پہلے کے سارے گناہوں کو معاف کردیتی ہے اور حج پہلے کے سارے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔ (الغرض میں نے اسلام کی بیعت کرلی) اور (پھر تو یہ عالم تھا) آپ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی اور چیز محبوب نہ تھی اور نہ میری نظر میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کی عظمت ووقعت تھی اور میں آپ ﷺ کی عظمت وجلال کی وجہ سے آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا آج اگر مجھ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا جائے تو میں نہیں بتاسکتا کیونکہ میں نے نظر بھر کر آپ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو توقع ہے کہ سیدھا جنت میں جاتا۔ پھر (آپ ﷺ کے وصال کے بعد تیسرا دور شروع ہوا) میں نے بہت سی چیزوں میں ہاتھ ڈالا میں نہیں جانتا کہ میری ان میں کیا حالت ہے۔ (وہ رحمت ورضوان کے موجب ہیں یا خدانخواستہ حق تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہیں) پس جب میں مرجاؤں تو میری ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے، نہ آگ پھر مجھے دفن کردو تو مجھ پر مٹی ڈالو پھراتی دیر تک میری قبر پر ٹھہرے رہو جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے اُنس حاصل کروں اور یہ دیکھوں کہ اپنے رب کے قاصدوں (منکر نکیر) سے کیا سوال وجواب کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر نے بطریق ابن وھب حرملہ ابن عمران سے انہوں نے سالم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے (جنگ احد کے دن) بددعا فرمائی اے اللہ! لعنت کر صفوان بن امیہ پر اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپ

ﷺ کے لئے کوئی اختیار نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی توبہ قبول فرمائی وہ اسلام لے آئے اوران کا اسلام بہت خوب رہا۔ ترمذی نے اس حدیث کوروایت کرکے اسے حسن کہا ہے۔

''جامع الاصول'' میں ہے کہ جنگ طائف میں حضرت ابوسفیانؓ کی ایک آنکھ شہید ہوئی جنگ یرموک تک یک چشم رہے اور جنگ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہوگئی۔ ۳۴ھ یا ۳۶ھ یا ۳۱ھ میں مدینہ طیبہ میں ان کا وصال ہوا، حضرت عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

علامہ زمخشری نے حق تعالیٰ کے ارشاد ''عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ'' کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ابوسفیانؓ کی صاحبزادی ام حبیبہؓ سے نکاح کیا تو ان کی طبیعت نرم ہوگئی اوران کی خودی ڈھیلی پڑھ گئی۔

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مسلمان حضرت ابوسفیانؓ کی طرف نہیں دیکھتے تھے اور نہ ان کے پاس بیٹھتے تھے انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا مجھے تین چیزیں عطا فرمادیجئے فرمایا بہت اچھا! عرض کیا میری بیٹی ام حبیبہ عرب بھر میں سب سے زیادہ حسین وجمیل ہے میں آپ سے اس کا نکاح کرتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے عرض کیا معاویہ کو آپ اپنا کاتب وحی بنالیجئے۔ فرمایا بہتر۔ عرض کیا۔ مجھے حکم فرمائیے کہ میں کفار سے قتال کروں جیسا کہ میں مسلمانوں سے قتال کیا کرتا تھا۔ فرمایا بہت اچھا۔

شرح مسلم میں ہے کہ یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ ابوسفیان ۸ھ میں اسلام لائے اور حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح جمہور کے نزدیک اس سے قبل ۶ھ میں ہوچکا تھا پس بعض نے کہا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے اور بعض نے کہا کہ یہ موضوع ہے مگر یہ قول مردود ہے اس لئے کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

ابن عباسؓ نے گمان کیا ہے کہ اگر انہوں نے یہ بات آپ ﷺ سے طلب نہ کی

ہوتی تو آپ ﷺ ان کو عطا نہ کرتے کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب بھی کوئی شخص آپ ﷺ سے سوال کرتا آپ ﷺ اس کا اثبات ہی میں جواب دیتے۔

فصل : حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی اور حضرت معاویہؓ کی والدہ کا ذکر خیر

مؤلف مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ کے دن اپنے شوہر کے بعد اسلام لائیں آپ ﷺ نے ان کو اسی نکاح پر برقرار رکھا یہ صاحب فصاحت اور ذی عقل تھیں جب آپ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ان سے فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔ یہ کہنے لگیں شرک پر تو میں جاہلیت میں بھی راضی نہ تھی اسلام میں کیسے راضی ہوسکتی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اور چوری نہیں کروگی۔ تو کہنے لگی کہ ابوسفیانؓ ذرا کفایت شعار آدمی ہیں (کیا میں ان کے مال اپنے بال بچوں کے لئے چوری چھپے لے سکتی ہوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا جتنا مال تجھے اور تیرے بال بچوں کو معروف طریقہ سے کافی ہو جاوے اتنا لے لیا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اور زنا نہیں کروگی۔ تو کہنے لگیں کیا کوئی شریف عورت ایسا کرسکتی ہے؟ پھر فرمایا اور تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگی تو یہ کہنے لگیں آپ ﷺ نے ہمارا کوئی بچہ چھوڑا بھی ہے جسے جنگ بدر میں قتل نہ کردیا ہو۔ ہم نے بچپن میں ان کی پرورش کی آپ لوگوں نے بڑے ہونے پر ان کو قتل کردیا آپ ﷺ ان کی یہ بات سن کر مسکرائے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا اسی دن حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد ابوقحافہؓ کا انتقال ہوا ان سے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہندہ بنت عتبہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ (اسلام لانے سے پہلے) میری کیفیت یہ تھی کہ روئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں جس کا ذلیل ہونا مجھے آپ ﷺ کے گھر والوں سے زیادہ محبوب ہو لیکن اب یہ حالت ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں جس کا معزز ہونا مجھے آپ ﷺ کے گھر والوں سے زیادہ محبوب ہو آپ ﷺ نے فرمایا قسم

ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی کیفیت اپنی بھی ہے۔

عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان کفایت شعار (بخیل) آدمی ہیں اگر میں ان کے مال میں سے ان کے اہل وعیال پر خرچ کروں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ فرمایا معروف طریقہ سے کرسکتی ہو۔ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں اور آپ ﷺ کے اس ارشاد میں کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی کیفیت اپنی بھی ہے" ہندہ کی تصدیق ہے اور یہ اطلاع دینا مقصود ہے کہ اس کے بعد ان کی محبت میں اضافہ ہوگیا ہے، جس شخص نے اس کے برعکس سمجھا اس نے غلط سمجھا۔

فصل : مروان بن حکم اموی کا ذکر

مروان بن حکم کا والد فتح مکہ کے دن اسلام لایا مگر وہ چونکہ لوگوں کے سامنے آپ ﷺ کے راز کے معاملات بتایا کرتا تھا اس لئے آپ ﷺ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کردیا تھا مروان چونکہ چھوٹا بچہ تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔

علامہ قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ مروان کی ولادت آپ ﷺ کی حیات میں ہوئی تھی اور اس کا سماع بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے مگر بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ طائف چلا گیا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ آنے کی اجازت دی۔

مروان کے مطاعن

میرا (مصنف کتاب) خیال یہ ہے کہ اس کا معاملہ مخدوش ہے کیونکہ میرے نزدیک تاریخ میں اس کے محاسن کی نسبت مطاعن زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم بہرحال اس کے مطاعن میں (سے چند ایک) یہ ہیں۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف شورش اور فتنہ برپا کرنا۔

(۲) حضرت حسن بن علیؓ کو روضہ اقدس میں حضورؐ کے ساتھ دفن نہ ہونے دینا۔

(۳) ولادت کے بعد جب تحنیک (کھجور وغیرہ چبا کر دینا) کے لئے لایا گیا تو آپ کا یہ فرمانا کہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ اور ملعون کا بیٹا ملعون ہے۔ (حاکم)

مروان کے محاسن

(۱) اس کے محاسن میں سے ایک حدیث کا روایت کرنا

(۲) صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ اس نے صحابہ کرامؓ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے جن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح اس سے حضرت عروہ بن زبیر اور علی بن حسینؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

(۳) علامہ عسقلانیؒ مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ مروان کے لئے رؤیت نبوی ثابت ہے۔

(۴) سہل بن سعد ساعدیؓ صحابی رسول نے اس کی صداقت پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے روایت نقل کی ہے۔

لوگوں کو غصہ اس بات پر ہے کہ اس نے حضرت طلحہؓ کو شہید کیا اور اس نے خلافت کے لئے اپنی تلوار لہرائی پھر جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ رہا حضرت طلحہؓ کو قتل کرنا تو وہ تاویل سے تھا۔

(۵) امام بخاری نے اس کی سند سے ایک حدیث بھی نقل فرمائی ہے جس کی سند یہ ہے
واخرج البخاری عن محمد بن بشار عن شعبه عن الحکم عن علی بن حسین عن مروان

(۶) بعض شارحین بخاری نے کہا ہے کہ حاکم کی حدیث اس کے لئے قربت وزکوٰۃ اور رحمت ہے۔ (واللہ اعلم)

(۷) ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ مروان کی مذمت کی تمام احادیث موضوع ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں:

کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ اہل انصاف کے لئے کافی ہے، اور کوئی مبتدع ہٹ دھرمی سے سرکشی اختیار کرے تو اس کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں ہے، یہ ۳/رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ کو نماز جمعہ کا وقت ہے، اور میں اللہ تعالیٰ ہی سے خاتمہ بالخیر کی درخواست کرتا ہوں وہ جود وانعام کے مالک ہیں۔ الحمد اللہ آج ۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ کو ترجمہ مکمل ہوا۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم والہ وصحبہ واتباعہ اجمعین o

محمد غزالی جالندھری

تخریج: جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ دیہہ ۱۹۰ ڈگری

پرنسپل الفوز اسکول ڈگری

ضلع میرپورخاص صوبہ سندھ

تخریج احادیث الناھیہ عن ذم معاویۃ

حدیث (1)

(۱) سنن ترمذی۔ باب ماجاء فی القرن الثالث ج/۲ص ۴۵۔ طبع میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

(۲) مستدرک حاکم۔ ج/۴ص ۵۹۳۔ رقم الحدیث/۶۰۴۲۔ طبع/دارالمعرفہ بیروت۔

(۳) بخاری ج/۲ص/۹۳۸۔ رقم الحدیث ۲۵۰۹/ دارابن کثیر بیروت۔

(۴) بخاری ج/۳ص/۱۳۳۵۔ حدیث/۳۴۵۰۔ حدیث/۳۴۵۱۔ طبع دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (2)

(۱) سنن ترمذی۔ ج/۲۔ ص/۲۲۶۔ طبع میر محمد آرام باغ کراچی۔

(۲) الجامع الکبیر۔ ج/۴۔ ص/۸۷۔ حدیث/۲۲۲۱ بیروت۔

(۳) صحیح بخاری۔ ج/۱۔ ص/۳۶۲۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۴) مسلم۔ ج/۱۶۔ ص/۳۰۲۔ حدیث/۶۴۱۹۔ طبع بیروت۔

(۵) مسلم۔ ج/۲۔ ص/۳۰۹۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۶) مسند احمد بن حنبل۔ ج/۴۔ ص/۴۲۶۔ فی احادیث عمران بن حصینؓ طبع بیروت۔

حدیث (3)

(۱) ترمذی۔ج/۶۔ص/۱۶۷۔حدیث/۳۸۵۸۔طبع دار الغرب الاسلام محقق دکتور بشار عواد معرف۔بیروت۔

(۲) ترمذی۔ج/۲۔ص/۲۲۶۔طبع میر محمد کتب خانہ کراچی۔

(۳) ضیاء المقدسی۔مناقب الصحابہؓ

حدیث (4)

(۱) رواہ عبد بن حمید۔ابن عساکر۔طبع بیروت۔

(۲) مستدرک حاکم۔ج/۵۔ص/۱۱۶۔حدیث ۷۷۰۷۔طبع بیروت۔

حدیث (5)

(۱) مستدرک حاکم۔ج/۶۔ص/۱۱۶۔حدیث/۷۷۰۷۔طبع بیروت۔

(۲) طبرانی۔طبع۔بیروت۔

حدیث (6)

(۱) بغوی فی شرح السنہ۔طبع بیروت۔

(۲) سنن ابویعلیٰ۔طبع بیروت۔

حدیث (7)

(۱) ترمذی۔ج/۲۔ص/۲۲۵۔باب ماجاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

ضیاء المقدسی۔مناقب الصحابہؓ۔

حدیث (8)

(۱) مسلم شریف۔طبع بیروت۔

(۲) مسند احمد۔فی احادیث ابوموسیٰ اشعریؓ۔طبع، بیروت۔

حدیث (9)

(۱) نسائی شریف مع سند صحیح یا حسن۔ باب مناقب الصحابہؓ طبع بیروت۔

حدیث (10)

(۱) سنن ابن ماجہ۔ قال ابن الربیع ولم یوجد فی سننہ۔

حدیث (11)

(۱) بخاری شریف۔ ج/۳۔ص/۱۳۴۳۔ رقم الحدیث/۳۴۷۰۔ طبع دار ابن کثیر دمشق بیروت۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی۔ ج/۶ص/۱۶۸۔ حدیث/۳۸۶۱۔ طبع بیروت۔

(۳) مسلم شریف۔ ج/۲ص/۳۱۰۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۴) مسلم۔ ج/۱۶ص/۳۰۸۔ حدیث/۶۴۳۴۔ طبع بیروت۔

(۵) سنن ابی داؤد۔ ج/۵۔ص/۳۲۔ حدیث/۴۶۵۸۔ باب ماجاء فی النبی ﷺ عن سب اصحاب رسول اللہ ﷺ طبع بیروت۔

حدیث (12)

(۱) ترمذی شریف۔ ج/۲۔ص/۲۲۵۔ باب ماجاء فی من سب اصحاب النبیؐ۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (13)

(۱) الکامل لابن عدی۔ ج/۳۔ص/۱۱۷۷۔ طبع المکتبۃ الاثریہ۔

حدیث (14)

(۱) ترمذی۔ ج/۲۔ص/۲۲۵۔ باب ماجاء فی من سب اصحاب النبیؐ۔ طبع بیروت۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی۔ ج/۶۔ص/۱۷۲۔ حدیث/۳۸۶۶۔ طبع بیروت۔

(۳) خطیب بغدادی۔ باب مناقب الصحابہ۔ طبع بیروت۔

حدیث (15)

مرویات ابن عباسؓ۔ باب مناقب الصحابہ۔ طبع بیروت۔

حدیث (16)

ابن ابی الدنیا فی القبور۔

حدیث (17)

(۱) طبرانی۔ مناقب الصحابہؓ طبع بیروت۔
(۲) مستدرک حاکم۔ مناقب الصحابہؓ طبع دار المعرفہ بیروت۔

حدیث (18)

(۱) سنن ابن ماجہ۔ ج/۲۔ باب سباب المسلم فسوق۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۲) بخاری۔ ج/۱۔ ص/۲۷۔ رقم الحدیث/۴۸۔ طبع دار ابن کثیر بیروت۔
(۳) بخاری۔ ج/۵۔ ص/۲۲۴۷۔ حدیث/۵۶۹۷۔ طبع دار ابن کثیر بیروت۔
(۴) مسلم۔ باب بیان قول النبی ﷺ رقم الحدیث/۶۴۔ طبع بیروت۔
(۵) مسند احمد۔ طبع بیروت۔
(۶) طبرانی۔ مرویات عبداللہ بن مغفلؓ۔ طبع بیروت۔
(۷) نسائی۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۸) ترمذی۔ باب سباب المسلم فسوق۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(۹) دار قطنی۔ باب ایضاً طبع بیروت۔

حدیث (19)

(۱) بخاری۔ ج/۵ رقم الحدیث/۵۷۵۳۔ طبع دار ابن کثیر بیروت۔
(۲) مسلم۔ باب مال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر۔ رقم الحدیث/۶۰ دار ابن کثیر طبع بیروت۔

(۳) مسند احمد۔ طبع بیروت۔

حدیث (20)

(اب) بخاری۔ج/۵۔ص/۲۲۴۷۔رقم الحدیث/۵۶۹۸۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (21)

(۱) الجامع الکبیر للترمذی۔ج/۳۔ص/۵۲۰۔حدیث/۱۹۷۷۔باب ماجاء فی اللعنۃ۔

(۲) سنن بیہقی۔باب ماجاء فی اللعنۃ۔طبع بیروت۔

(۳) مسند احمد۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

(۴) اخرج البخاری فی التاریخ۔طبع بیروت۔

(۵) مستدرک حاکم۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

(۶) ابن حبان۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (22)

(۱) ابوداؤد۔ج/۵۔ص/۱۳۴۔رقم الحدیث/۴۹۰۵۔باب فی اللعن۔طبع دارابن حزم بیروت۔

حدیث (23)

(۱) بخاری۔ج/۱۔ص/۴۸۰۔رقم الحدیث/۱۳۲۹۔ باب ما ینھی من سب الاموات۔ طبع دارابن کثیر۔بیروت۔

حدیث (24)

(۱) ابوداؤد۔ج/۵۔ص/۱۱۷۔رقم الحدیث/۴۸۶۰۔باب رفع الحدیث (من المجلس) طبع دارابن حزم بیروت۔

حدیث (25)

(۱) بخاری۔ج/۶۔ص/۲۶۷۶۔حدیث/۶۹۱۹۔باب اجرالحاکم اذااجتہد فاصاب۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی۔ج/۳۔ص/۸۔حدیث/۱۳۲۶۔باب ماجاء فی القاضی یصیب ویخطی۔طبع بیروت۔

(۳) مسند احمد۔ج/۴۔ص/۱۹۸۔مع کنزالعمال۔فہرس الالبانی۔

(۴) سنن ابی داؤد۔ج/۴۔ص/۸۔حدیث/۳۵۷۴۔باب فی القاضی یخطی۔

(۵) سنن ابن ماجہ۔ج/۴۔ص/۹۔حدیث/۲۳۱۴۔باب فی القاضی یخطی۔

(۶) اخرجہ مسلم۔شرح ج/۱۲۔ص/۲۳۹۔حدیث/۴۴۶۲۔اجرالحاکم اذا اجتہد فاصاب واخطاء۔طبع بیروت۔

(۷) سنن نسائی۔ج/۸۔ص/۲۲۴۔حدیث/الاصابۃ فی الحکم۔طبع بیروت۔

حدیث (26)

(۱) اخرج ابن سعد۔مرویات ابی میسرۃ عمرو بن شرجیل۔

حدیث (27)

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ۔ج/۱۲۔ص/۱۲۹۔رقم الحدیث/۱۲۳۲۷۔طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

(۲) بخاری ج/۱۔ص/۵۳۲۔باب فضل عائشہؓ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۳) ترمذی ج/۲۔ص/۲۲۷۔ابواب المناقب۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۴) ابن ماجہ۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۵) مسلم۔باب فضل عائشہؓ طبع بیروت۔

(۶) ابن جریر۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (28)

(۱) ترمذی ج/۲۔ص/۲۲۸۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (29)

(۱) مسندامام اعظمؒ طبع بیروت۔

حدیث (30)

(۱) مسندامام اعظم ابوحنیفہؒ۔طبع بیروت۔

حدیث (31)

(۱) سنن ابی داؤد۔ج/۵۔ص/۲۵۰۔حدیث/۵۲۳۲۔طبع دارابن حزم بیروت۔

(۲) مسلم باب فضل عائشہؓ طبع بیروت۔

(۳) بخاری باب ایضاً۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

(۴) نسائی باب ایضاً۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۵) ترمذی ج/۶۔ص/۱۸۲۔حدیث/۳۸۸۲،۳۸۸۱۔طبع بیروت۔

حدیث (32)

(۱) بخاری ج/۱۵۔ص/۱۹۸۔رقم الحدیث/۶۲۳۳۔طبع دارالمعرفہ بیروت۔

(۲) بخاری کتاب النکاح/باب النظر الی المخطوبۃ قبل التزوج ۔رقم الحدیث/ ۵۱۲۵/تحفۃ الاشراف/۱۶۸۵۹۔

(۳) مسلم۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (33)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۵۳۲۔طبع نورمحمد کتب خانہ کراچی۔

(۲) مسلم۔باب فضل عائشہؓ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۳) نسائی باب ایضاً۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (34)

(۱) مشکوۃ المصابیح۔باب مناقب طلحہ بن عبیداللہ۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (35)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۵۲۴۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (36)

(۱) مسلم ج/۱۰۔ص/۱۸۵۔ حدیث/۶۱۹۷وحدیث/۶۱۹۸۔ فضائل الصحابہؓ۔ طبع بیروت۔

حدیث (37)

(۱) اخرجہ الترمذی ج/۶۔ص/۱۰۰۔حدیث/۳۷۴۷۔باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔طبع بیروت۔

(۲) ابن ماجہ۔ باب مناقب الصحابہؓ۔ طبع بیروت۔

(۳) مسند احمد۔ باب ایضاً۔ طبع بیروت۔

(۴) ضیاء المقدسی۔

(۵) دارقطنی۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (38)

(۱) ترمذی ج/۲۔ص/۲۱۵۔طبع میر محمد کتب خانہ کراچی۔

(۲) ترمذی الجامع الکبیر ج/۳۔ص/۳۱۳۔ حدیث/۱۲۹۲۔ باب ماجاءفی للدرع ج/۶۔ص/۹۵۔حدیث/۳۷۳۸۔مناقب طلحہ۔طبع بیروت۔

(۳) مسند احمد بن حنبل فی مسند الزبیر بن العوام۔ج/۱۔ص/۱۶۵۔طبع المکتب الاسلامی۔محقق ناصر الدین البانی۔

حدیث (39)

(۱) ترمذی۔باب طلحۃ بن عبیداللہ۔طبع بیروت۔

حدیث (40)

(۱) سنن ترمذی۔باب ایضاً۔ج/۲۔ص/۲۱۰۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی ج/۶ ص/۹۶۔حدیث/۳۷۳۹۔طبع بیروت۔
مستدرک حاکم۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (41)

(۱) ابن ماجہ ج/۱ ص/۱۳۹۔حدیث/۱۲۵۔باب فضل طلحۃ بن عبیداللہ۔

(۲) ابن عساکر۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (42)

(۱) سنن ترمذی ج/۲۔ص/۲۱۵۔ابواب المناقب طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) ابن ماجہ۔باب فضل طلحۃ بن عبیداللہ۔

(۳) ابن عساکر۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (43)

(۱) سنن ترمذی ج/۲۔ص/۲۱۵۔ابواب المناقب طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) مستدرک حاکم۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (44)

(۱) سنن ترمذی ج/۲۔ص/۲۱۵۔ابواب المناقب طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (45)

(۱) صحیح بخاری ج/۱۔ص/۵۲۷۔باب ذکر طلحۃ بن عبیداللہ۔قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (46)

(۱) سنن بیہقی۔طبع بیروت۔

حدیث (47)

(۱) استیعاب۔

(۲) دارقطنی۔ابواب المناقب۔طبع بیروت۔

حدیث (48)

(۱) مشکوۃ المصابیح۔مناقب زبیر بن العوام۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (49)

(۱) سنن ترمذی ج/۲۔ص/۲۰۵۔مناقب الزبیر بن العوام۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی ج/۶۔ص/۹۸۔ حدیث/۳۷۴۳۔مناقب ایضاً۔طبع بیروت۔

(۳) بخاری ج/۱۔ص/۵۲۷۔ج/۳۔ص/۱۳۶۲۔ حدیث/۳۵۱۵۔باب مناقب الزبیر بن العوام طبع بیروت۔دارابن کثیر۔

(۴) مسلم۔ج/۲۔ص/۲۸۱۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۵) مسلم المنہاج شرح مسلم ج/۱۵۔ص/۱۸۴۔حدیث/۶۱۹۵۔طبع دار المعرفہ۔بیروت۔

حدیث (50)

(۱) صحیح بخاری ج/۱۔ص/۵۲۷۔مناقب الزبیر بن العوام۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) سنن ترمذی ج/۲۔ص/۲۱۵۔ابواب المناقب۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۳) مستدرک حاکم۔باب ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (51)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۵۲۷۔طبع نور محمد کتب خانہ کراچی۔

(۲) مسلم ج/۲۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (52)

(۱) مستدرک حاکم۔طبع بیروت۔

حدیث (53)

(بخاری ج/۱۔ص/۵۲۷۔مناقب الزبیر بن العوام۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (54)

(۱)مسند احمد بن حنبل ج/۱۳۔ص/۲۸۲۔حدیث/۱۷۰۸۷۔طبع دار الحدیث القاہرہ۔

حدیث (55)

(۱) الجامع الکبیر للترمذی ج/۶۔ص/۱۵۷۔حدیث/۳۸۴۲۔باب مناقب معاویہؓ بیروت۔

حدیث (56)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۵۳۱۔طبع نور محمد کتب خانہ کراچی۔

حدیث (57)

(۱) مسند احمد ج/۱۔ص/۳۳۲۔طبع بیروت۔

(۲) حاکم ج/۱۔ص/۱۲۸۔حوالہ/دار الغرب الاسلامی محقق بشار عواد معروف۔

(۳) ابوداؤد۔رقم الحدیث/۴۵۹۶۔طبع دار ابن حزم۔بیروت۔

حدیث (58)

(۱) سنن ابی داؤد۔طبع دار ابن حزم بیروت۔

(۲) بیہقی۔طبع بیروت۔

حدیث (59) ﴿کو چھوڑا گیا ہے بوجہ کٹ کرنے کے﴾

(60)

(۱) ابویعلیٰ۔من مرویات معاویہؓ۔طبع بیروت۔

(۲) طبرانی۔ایضاً۔طبع بیروت۔

حدیث (61)

(۱) سنن الترمذی ج/۱۔ص/۱۷۴۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (62)

(۱) نسائی فی الکبریٰ۔ج/۶۱۔طبع بیروت۔

(۲) ابوداؤد۔ص/۴۴۸۲۔طبع دار ابن حزم بیروت۔

حدیث (63)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/( )۔حدیث/۸۷۲۔باب یؤذن الامام علی المنبر اذا سمع النداء۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

(۲) بخاری ج/۱۔ص/۲۲۲۔رقم الحدیث/۵۸۷۔بیروت۔

حدیث (64)

مسند احمد بن حنبل۔طبع بیروت۔

حدیث (65)

(۱) بخاری ج/۳۔ص/۱۱۷۹۔حدیث/۳۴۸۱۔بیروت۔

(۲) بخاری ج/۵۔ص/۲۲۱۶۔حدیث/۵۵۸۸۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

(۳) مسلم۔طبع بیروت۔

(۴) موطاامام مالک۔طبع بیروت۔

(۵) ابوداؤد۔طبع بیروت۔

(۶) ترمذی۔طبع بیروت۔

(۷) نسائی۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (66)

(۱) بخاری ج/۳۔ص/۱۳۸۵۔حدیث/۳۲۹۹۔طبع دارابن کثیر۔

(۲) بخاری ج/۵۔ص/۲۲۱۸۔حدیث/۵۵۹۴۔دارابن کثیر بیروت۔

(۳) مسلم۔مناقب معاویہؓ طبع بیروت۔

(۴) نسائی۔باب ایضاً۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (67)

(۱) نسائی۔باب مناقب معاویہ۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (68)

(۱) مستدرک حاکم ج/۳۔ص/۴۰۔رقم الحدیث/۵۵۷۴۔طبع دارالمعرفہ بیروت۔

(۲) طبرانی۔طبع بیروت۔

حدیث (69)

(۱) ابوداؤدج/۴۔ص/۴۴۔رقم الحدیث/۳۶۵۶۔طبع دارابن حزم بیروت لبنان۔

حدیث (70)

(۱) ابوداؤد۔باب فضل معاویہؓ طبع دارابن حزم بیروت۔

حدیث (71)

(۱) ابوداؤدج/۱۔ص/۲۹۲۔حدیث/۶۱۹۔باب مایومر بہ الماموم من الامام۔طبع

دارابن حزم بیروت لبنان۔

حدیث (72)

(۱) اخرج ابونعیم عن معاویہ۔ مرویات معاویہؓ۔

حدیث (73)

(۱) وقال الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ من طریق ابی داؤد۔

حدیث (74)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۳۹۔رقم الحدیث/۷۱۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

(۲) بخاری ج/۳۔ص/۱۱۳۴۔حدیث ۲۹۴۸۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

(۳) بخاری ج/۳۔ص/۱۳۳۱۔حدیث/۳۴۴۲۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

(۴) بخاری ج/۶۔ص/۲۶۶۷۔حدیث/۶۸۸۲۔طبع دارابن کثیر۔بیروت۔

(۵) ج/۶۔ص/۲۷۱۴۔حدیث/۷۰۲۲۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (75)

(۱) مسلم۔طبع دارابن کثیر بیروت لبنان۔

حدیث (76)

(۱) مسلم ج/۷۔ص/۱۲۹۔حدیث/۲۳۸۷۔ابواب الزکوٰۃ باب النہی عن المسئلہ طبع دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (77)

(۱) ابوداؤد ج/۴۔ص/۲۸۲۔رقم الحدیث/۴۲۳۹۔طبع دارابن حزم۔بیروت لبنان۔

(۲) ابوداؤد۔ج/۴۔ص/۲۳۹۔حدیث/۴۱۲۹۔طبع بیروت۔

(۳) نسائی۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (78)

(ا) نسائی۔الفاظ مختلف ہیں رواہ عن علی۔ج/۲۔ص/۲۰۶۔طبع مکتبہ امدادیہ ملتان۔

حدیث (79)

(ا) ابوداؤد ج/۲۔ص/۲۳۱۔کتاب الخاتم۔باب ماجاء فی الذھب للنساء۔طبع مکتبہ امدادیہ ملتان۔

حدیث (80)

(ا) مسلم۔طبع دارابن کثیر بیروت لبنان۔

حدیث (81)

(ا) مسلم ج/۱۷۔ص/۲۵۔حدیث/۶۷۹۷۔ابواب الذکر والدعاء۔دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (82)

(ا) ابوداؤد۔طبع دارابن حزم۔بیروت۔
(۲) مسنداحمد۔طبع بیروت۔
(۳) ترمذی۔طبع بیروت۔

حدیث (83)

(ا) ابوداؤد ج/۳۔ص/۲۴۰۔رقم الحدیث/ ۲۹۴۸۔باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ۔طبع دارابن حزم بیروت لبنان۔سنن ترمذی۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (84)

(ا) بخاری۔طبع دارابن کثیر۔بیروت لبنان۔

حدیث (85)

(ا) سنن ترمذی ج/۲۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (86)

(۱) بخاری۔ذکر معاویہؓ ج/۱۔ص/۵۳۱۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (87)

(۱) اخرجہ الترمذی فی سننہ۔ابواب السیر فی باب ماجاء فی الغدر ج/۱۔ص/۱۹۱۔

(۲) الجامع الکبیر للترمذی۔ج/۳۔ص/۲۲۷۔حدیث/۱۵۸۰۔طبع بیروت۔

(۳) سنن ابی داؤد۔ابواب الجہاد۔باب فی الامام یکون بین وبین العدو عہد۔ج/۲۔ص/۲۳۔طبع دار ابن حزم بیروت۔

سنن ابی داؤد ج/۳۔ص/۱۳۰۔حدیث/۲۷۵۹۔بیروت۔

حدیث (88)

(۱) مسلم۔طبع دار ابن کثیر۔بیروت لبنان۔

حدیث (89)

(۱) مسلم ج/۷۔ص/۱۲۸۔حدیث/۲۳۸۶۔باب النہی عن المسئلۃ ابواب الزکوۃ۔بیروت۔

حدیث (90)

(۱) بخاری ج/۳۔ص/۱۲۸۹۔حدیث/۳۳۰۹۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

حدیث (91)

(۱) مسند احمد۔فضل حسن بن علیؓ۔طبع بیروت۔

حدیث (92)

(۱) مسند احمد۔طبع بیروت۔

حدیث (93)

(۱) مرویات عقبہ بن عامرؓ۔

حدیث (94)

(۱) حاکم فی مستدرک۔ابن البخاری۔عن ہشام بن محمد۔

(۲) نفائس الفنون۔ذکر محدم بن محمود الاملی۔

(۳) الصواعق الحرقہ۔بیان صفات علیؓ۔

حدیث (95)

(۱) ابن عساکر۔فضل علیؓ۔طبع بیروت

حدیث (96)

(۱) بخاری ج/۱۔ص/۵۳۰۔مناقب الحسن والحسینؓ۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (97)

(۱) مرویات ابی داؤد فی مسند المرؤیانی۔

حدیث (98)

(۱) مسند احمد۔باب الخلافتہ۔طبع بیروت۔

حدیث (99)

ابن الاثیر فی الجامع۔طبع بیروت۔

حدیث (100)

(۱) بخاری۔فی فضل حسن بن علیؓ۔طبع بیروت۔

حدیث (101)

اخرجہ ابن ابی حاتم۔مسند احمد۔طبع بیروت۔

حدیث (102)

جامع الاصول عن الحسن بن بصری۔

حدیث (103)

(۱) مسند احمد۔مناقب معاویہؓ طبع بیروت۔
(۲) بیہقی۔باب ایضاً۔

حدیث (104)

(۱) مسلم۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

حدیث (105)

(۱) مسند احمد۔فی فضل معاویہؓ طبع بیروت۔
(۲) بیہقی۔فی فضل معاویہؓ طبع بیروت۔

حدیث (106)

مسلم۔طبع دار ابن کثیر بیروت لبنان۔

حدیث (107)

(۱) مسلم۔طبع دار ابن کثیر۔بیروت۔

حدیث (108)

(۱) مسلم۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

حدیث (109)

(۱) مسلم۔طبع دار ابن کثیر بیروت۔

حدیث (110)

(۱) سنن الترمذی۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (111)

(۱) ترمذی۔الجامع الکبیر طبع بیروت۔

حدیث (112)

(۱) مسلم ج/۱۵۔ص/۱۷۱۔حدیث/۶۱۷۰۔فی فضائل علی بن ابی طالب۔طبع

بیروت۔

حدیث (113)

(۱) مسلم ج/۱۸۔ص/۲۲۸۔حدیث/۷۲۵۱۔ابواب الفتن بیروت۔

حدیث (114)

(۱) مسلم۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

حدیث (115)

(۱) ابوداؤد۔طبع دارابن حزم بیروت۔

(۲) مسنداحمد۔

(۳) ترمذی۔ابواب الفتن۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۴) نسائی۔

(۵) ابویعلیٰ۔فی کتاب الفتن۔

(۶) ابن حبان ایضاً۔

حدیث (116)

(۱) اخرجہ البخاری فی التاریخ۔

(۲) والحاکم فی مستدرک۔

حدیث (117)

(۱) ترمذی ج/۲۔ص/۲۲۳۔ابواب المناقب۔طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حدیث (118)

(۱) تاریخ الذھبی۔

حدیث (119)

(۱) مسلم۔طبع دارابن کثیر بیروت لبنان۔

حدیث (120)

(۱) ترمذی ج/۵۔ص ۱۰۶۔حدیث/۳۰۰۴۔طبع دارالعرب الاسلامی۔

(۲) ابن عساکر۔طبع بیروت۔

حدیث (121)

(۱) مسلم۔طبع دارابن کثیر۔

حدیث (122)

(۱) مشکوٰۃ المصابیح۔فی فضل ام معاویہؓ۔

حدیث (123)

(۱) بخاری۔طبع دارابن کثیر بیروت۔

مصادرومراجع برائے حیات شیخ پرھارویؒ

(۱)..................زمرداخضر۔مکتبہ چراغ دین لاہور۔

(۲)..................گولڑوی۔غلام مہر علی۔الیواقت المھدیۃ۔چشتیاں بہاولنگر ص ۱۵۱۔

(۳)..................پرھاروی الاکسیر الاعظم۔مخطوطہ المکتبہ العامہ۔پنجاب یونیورسٹی لاہور ورق ۱۰

(۴)..................مہاروی۔امام بخش مہاروی المتوفی ۱۳۰۰ھ۔گلشن ابراب مخطوطہ فارسی مکتبہ خانقاہ چشتیاں۔

(۵)..................پرھاروی۔مرام الکلام فی عقائد الاسلام۔مکتبہ فاروقیہ ملتان۔

(۶)..................پرھارویؒ کوثر النبیؐ۔مکتبہ خیر المدارس ملتان۔

(۷)..................پرھارویؒ النبراس۔شرح شرح العقائد۔سرگودھا۔کراچی۔

(۸)..................تعلیقات مولانا عبدالتواب ملتانیؒ علی السبیل للبرھارویؒ مخطوطہ مکتبہ خواجہ عبدالودود ملتانی۔

(۹)..................نعم الوجیز فی اعجاز الکتاب العزیز۔مکتبہ سلفیہ ملتان۔
(۱۰)..................پرھارویؒ۔سر مکتوم ما اخفاہ المتقدمون۔نوھار الیکٹرک پریس ملتان۔
(۱۱)..................پرھارویؒ۔الناھیہ عن ذم معاویہؓ۔ادارۃ الصدق۔ملتان۔
(۱۲)..................معجون الجواہر۔پرھارویؒ۔
(۱۳).................. عالم المثال للعلامہ عبد العزیز الفرھارویؒ۔مقالہ ڈاکٹر شفقت اللہ۔
(۱۴)..................رسالہ محدث۔تذکرۃ المشاہیر لاہور۔
(۱۵)..................گولڑوی۔الیواقیت المھدیہ۔ص ۱۰۱۔
(۱۶)..................پرھارویؒ۔گلزار جمالیہ۔مطبع ابی العلاء۔آگرہ ۱۳۲۷ھ
(۱۷)..................پرھارویؒ۔الالہام۔مخطوطہ مکتبہ مولانا خدا بخش بھٹہ کوٹ ادو۔ورق ۱۰
(۱۸)..................الخصائل الرضیہ۔مطبع ابی العلاء آگرہ۔

ہماری مطبوعات

خطبات ختم نبوت (چار جلد مکمل سیٹ)		800
مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ	سوانح وافکار	250
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ	سوانح وافکار	200
مولانا لال حسین اختر ؒ	سوانح وافکار	180
مولانا سید یوسف بنوری ؒ	سوانح وافکار	200
خطبات جالندھری ؒ (مولانا محمد علی جالندھری)		220
خطبات محمود ؒ (مولانا مفتی محمود)		180
خطبات لدھیانوی ؒ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)		180
ماسٹر عامر چیمہ شہید ؒ (حالات زندگی)		150
مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ	سوانح وافکار (زیر ترتیب)	200
مولانا محمد یوسف کاندھلوی ؒ	سوانح وافکار (زیر ترتیب)	200
نوادرات افغانی ؒ (مولانا سید شمس الحق افغانی ؒ)	(زیر ترتیب)	200
خطبات ندوی ؒ (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؒ)	(زیر ترتیب)	200
روشنی کا سفر جلد اول (عیسائیت سے اسلام تک)	(زیر ترتیب)	200
روشنی کا سفر جلد دوم (متفرقات)	(زیر ترتیب)	200

مکتبہ ختم نبوۃ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
0300-4385230, 0306-7475216

کتب خانہ مکی 0233-512782, 0333-2964426
دکان نمبر 36-35-34 پاک شاپنگ مال سر سید روڈ میر پور خاص (سندھ)